عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوة

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۳ | ۲۰ تا ۲۶ ذوالقعدہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ ستمبر ۲۰۱۴ء | شمارہ: ۳۵

حج بدل

حج بیت اللہ کا مقصد اور پیغام

ختمِ نبوت کانفرنس برمنگھم

اغراض و مقاصد و پس منظر

اسرائیلی جارحیت اور عالمِ اسلام

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org

Email: editorkp@yahoo.com

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

تین طلاق کا شرعی حکم

محمد فیصل، کراچی

س:......گزارش یہ ہے کہ میری اپنی بیوی سے فون پر کسی بات پر لڑائی ہوگئی تھی اور اس وجہ سے میں نے اپنی بیوی کو فون پر خدا کو حاضر ناظر جان کر اور پورے ہوش و حواس میں تین دفعہ طلاق دے دی ہے اور میری سابقہ بیوی نے طلاق سن لی اور مجھ سے کہا کہ اب میں کیا کروں؟ جس پر میں نے اس سے کہا کہ اب آپ آرام سے گھر بیٹھ جائیں اور اپنا سامان جہیز اٹھالو۔ مفتی صاحب! کیا یہ طلاق ہوگئی ہے؟ اور اب کوئی راستہ ایسا ہے کہ میں اس سے رجوع کرلوں؟

ج:......صورت مسؤلہ میں شوہر نے اپنی بیوی کو فون پر تین طلاق دی ہیں، جو اس کی بیوی بھی سن چکی ہے اور شوہر اس بات کا اقرار بھی کرتا ہے، لہٰذا یہ تینوں طلاقیں اس کی بیوی پر واقع ہوچکی ہیں اور بیوی شوہر پر حرمت مغلظہ کے ساتھ ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی، اب ان دونوں کے درمیان دوبارہ رجوع بغیر حلالہ شرعی کے نہیں ہوسکتا۔ عدت کے بعد عورت آزاد ہے، دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے۔ دوسرا شوہر بھی اگر ازدواجی تعلقات کے بعد طلاق دے یا پھر اس کا انتقال ہوجائے تو یہ عورت اس کی عدت پوری کرے گی اس کے بعد چاہے تو شوہر اول سے بھی نکاح کرسکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

شوہر کی لاعلمی میں عدالت سے خلع کی ڈگری لینا

محبوب علی، کراچی

س:......عرض یہ ہے کہ میں اپنی زوجہ ایک بیٹی اور تین بیٹوں کے ساتھ ایک مطمئن زندگی گزار رہا تھا۔ ہمارے درمیان کسی معاملے پر کوئی اختلاف نہیں تھا۔ میں اپنی بیوی کا وفادار شوہر اور اس کے اور اس کے گھر والوں کی عزت اور احترام کرنے والا شخص تھا، جو تنخواہ ملتی تھی اپنی بیوی کے ہاتھ میں رکھتا تھا اور گھریلو کام کاج میں اس کا ہاتھ بٹاتا تھا۔ الحمدللہ! ہمارے درمیان میاں بیوی کے بہترین تعلقات قائم تھے کہ اچانک میری بیوی نے مجھ کو ایک خبر سنائی کہ میں نے تم سے خلع لے لی ہے اور کورٹ کی ڈگری میرے ہاتھ میں رکھ دی۔ میں حیران اور پریشان یہ سوچ رہا ہوں کہ آخر کس جرم کی مجھے یہ سزا دی گئی ہے؟ اور نہ مجھ کو عدالت نے بلایا اور نہ کوئی نوٹس دیا گیا اور مجھے ہر بات سے بے خبر رکھا گیا۔ میری ان تمام باتوں کی تصدیق میرے بیوی کے بہن بھائیوں سے کی جاسکتی ہے۔ ان حالات کی روشنی میں شرعی لحاظ سے کیا یہ خلع جائز ہے؟ اور کیا ہم دونوں کو علیحدہ ہوجانا چاہئے؟ جبکہ میں علیحدگی ہرگز نہیں چاہتا اور اپنی بیوی کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔ شریعت کی رو سے مجھے اس کا جواب دیجئے۔

ج:......صورت مسؤلہ میں اگر واقعتاً سائل کا بیان درست ہے کہ اس کی بیوی نے بغیر کسی شرعی عذر اور مجبوری کے محض دھوکا سے شوہر کی لاعلمی میں عدالت کے ذریعہ خلع حاصل کرلی اور عدالت نے ڈگری بھی جاری کردی جبکہ شوہر خلع پر رضامند نہیں ہے تو عدالت کی یہ ڈگری کالعدم ہے اور اس سے شرعاً کوئی خلع واقع نہیں ہوئی۔ بیوی بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے اور ان کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ تاہم بیوی کا یہ فعل سراسر غلط اور ناجائز ہے۔ حدیث کی رُو سے بلاسبب شوہر سے طلاق یا خلع کا مطالبہ کرنے والی عورت منافق اور لعنت کی مستحق ہے اور پھر دھوکا سے کام لینا ایک الگ حرام اور ناجائز فعل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''جو دھوکا دے، وہ ہم میں سے نہیں'' یعنی دھوکا دینا منافق کی عادت ہے، ایک صحیح اور سچا مسلمان کسی دوسرے کو دھوکا نہیں دیا کرتا۔ اس لئے آپ کی بیوی کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ واستغفار کرے اور اپنے غلط رویہ کی آپ سے بھی معافی مانگے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۳ — ۲۰ تا ۲۶ ذوالقعدہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ ستمبر ۲۰۱۴ء — شمارہ: ۳۵

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

اسرائیلی جارحیت اور عالم اسلام	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
حج بیت اللہ کا مقصد اور پیغام	۷	مولانا سید محمد رابع حسن ندوی
معشوق کی بارگاہ میں عاشق کی حاضری	۹	مولانا شمس الحق ندوی
ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کے لئے پیغامات	۱۱	ادارہ
ختم نبوت کانفرنس برمنگھم... اغراض و مقاصد	۱۴	مفتی خالد محمود
حج بدل	۱۸	مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ
ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں! (۲۲)	۲۱	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
سانحہ گوجرانوالہ... پس منظر، پیش منظر	۲۵	عبداللطیف خالد چیمہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

محمد اعجاز مصطفیٰ

اسرائیلی جارحیت اور عالم اسلام!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

عالم دنیا کے حکمرانوں پر عجیب قسم کی غنودگی، نیم بے ہوشی اور سکتہ کی کیفیت طاری ہے کہ جو بھی ظالم و جابر حکمران اور عنادی و فسادی جتھا کوئی جھوٹا افسانہ وڈراما گھڑنے اور تیار کرنے کے بعد جس پر امن اور بے ضرر قوم و ملک پر حملہ اور یلغار کر کے اس کو تہس نہس کر دے یا اس ملک کی بے گناہ عوام کو گولیوں، بموں اور فضائی حملوں سے بھون ڈالے، اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ نہ ہی اس کا کوئی ہاتھ روکنے والا ہے اور نہ ہی اس یلغار و خلفشار اور فضائی حملوں کی ان سے کوئی دلیل اور توجیہ طلب کر سکتا ہے۔

ان حالات میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ شاید یہ کوئی انسانوں اور شعور رکھنے والی قوموں کی دنیا نہیں، بلکہ جانوروں اور حیوانوں کا باڑہ ہے کہ جہاں طاقتور کا ہر حکم اور ہر عمل درست اور کمزور کی ہر حرکت اور ہر فعل غلط، ناجائز اور قابل گردن زدنی گردانا جاتا ہے۔

عراق میں کیمیائی ہتھیاروں کی موجودگی کا جھوٹا افسانہ برپا کر کے صدر صدام حسین کی حکومت کا تختہ الٹا گیا، اس کو پھانسی کے گھاٹ اتارا گیا اور عراقی عوام کے ہزاروں افراد و مرد و زن صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالے گئے اور کئی سال گزرنے کے بعد وہاں کی عوام یہ تمام مظالم آج تک برداشت کر رہی ہے۔

افغانستان میں اسامہ بن لادن کا ہوّا کھڑا کر کے افغانستان کی عوام کو گاجر مولی کی طرح کاٹا گیا، جس کے برے اثرات دیر تک وہاں کی عوام سہتی رہے گی۔

اور پھر یہی ڈرامے پاکستان بھر میں مختلف ناموں اور ناٹکوں کے ساتھ دُہرا کر ہزاروں نوجوانوں کو ابدی نیند سلا دیا گیا اور سینکڑوں کو پس زنداں دھکیل دیا گیا، جن کا آج تک نہ کوئی نام و نشان ہے اور نہ ہی کوئی اتا پتا ہے۔

کچھ یہی انداز ایک بار پھر برطانیہ اور امریکہ کے لے پالک اسرائیل نے غزہ اور فلسطین کے مسلمانوں کے خلاف دہرایا ہے۔ اور کہا ہے کہ انہوں نے تین یہودیوں کو اغوا کرنے کے بعد قتل کر دیا ہے یا انہیں ابھی تک قید میں رکھا گیا ہے۔ حماس نے بار بار اس کی تردید کی اور کہا ہے کہ گمشدہ اسرائیلی ہمارے قبضہ میں نہیں اور نہ ہی ہمیں ان کے بارے میں کچھ علم ہے، لیکن اسرائیل اس کو جواز بنا کر ۸؍ جولائی سے آج تک ۱۹۰۰ سے زائد بچوں، بوڑھوں، مردوں اور عورتوں کو شہید کر چکا ہے اور دس ہزار سے زائد فلسطینی عارضی کیمپوں اور اسکولوں میں پناہ گزین ہیں، نہ ان کے پاس غذائی اجناس پہنچ پا رہی ہیں اور نہ ہی کوئی دوائی ان تک پہنچنے دی جا رہی ہے۔

۵۰ سے زائد نام نہاد اسلامی ممالک کے حکمران ہیں، وہ ایسے خوابِ غفلت اور خوابِ خرگوش کے مزے لے رہے ہیں کہ نہ ان فلسطینیوں کی چیخیں اور آہیں ان کو سنائی دیتی ہیں اور نہ ہی ان کی اجتماعی قبریں اور جنازے انہیں نظر آتے ہیں، فیا للأسف۔ اگر یہ مظلوم مسلمانوں کی حمایت یا تائید کے لئے کوئی بیان دیتے ہیں یا اپنی اسمبلیوں میں کوئی قرارداد لاتے ہیں تو وہ بھی ایسی پھسپھسی، بے مغز اور بے جان ہوتی ہے کہ جس کا نہ کوئی اثر لیتا ہے اور نہ ہی اس کی طرف کوئی توجہ کی

جاتی ہے۔

اب تو عالم اسلام پر ایسی بے حسی اور مردنی چھائی ہوئی ہے کہ ان میں اجتماعیت، اتحاد اور اتفاق نام کی ڈھونڈنے سے بھی کوئی چیز نہیں ملتی۔ ہر اسلامی ملک انتشار و افتراق کا شکار ہے، کئی جماعتیں ہیں، کئی گروہ ہیں، جو آپس کی سر پھٹول میں لگے ہوئے ہیں۔

پہلے عربوں میں یہ زہر پھیلایا گیا کہ آپ عرب ہیں، عربوں کو دیکھیں، پھر انہیں کہا گیا کہ آپ اپنے وطن کو دیکھیں، جیسے ہمارے ہاں نعرہ لگایا گیا کہ: ''سب سے پہلے پاکستان'' نعوذ باللّٰہ من ذلک، حالانکہ حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات بالکل اس کے برعکس ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱:-''تری المؤمنین فی تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كمثل الجسد إذا اشتكى عضو تداعى لهٗ سائر الجسد بالسهر والحمی۔'' (بخاری ومسلم عن النعمان بن بشیرؓ)

ترجمہ: ''تم باہمی الفت ومحبت، شفقت وعنایت اور رحم وکرم میں تمام مسلمانوں کو ایک جسم کی مانند دیکھو گے، اگر جسم کے ایک حصہ میں کوئی تکلیف ہو تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔''

۲:-''المؤمنون كرجل واحد إن اشتكى عينه اشتكى كله، وإن اشتكى رأسه اشتكى كله۔'' (صحیح مسلم)

ترجمہ: ''مومنوں کی مثال ایک آدمی کی ہے، اگر اس کی آنکھ کو تکلیف ہو تو سارا جسم بے تاب ہو جاتا ہے اور اگر سر میں تکلیف ہو تب بھی سارا بدن بے چین ہو جاتا ہے۔''

۳:-''المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضًا ثم شبک بين أصابعه۔'' (متفق علیہ)

ترجمہ: ''ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایسا ہے جیسے ایک عمارت کی مختلف اینٹیں کہ وہ ایک دوسرے کی مضبوطی کا باعث ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر انگلیاں ایک دوسرے میں ڈالیں۔''

۴:-''المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يسلمه، ومن كان في حاجة أخيه كان اللّٰه في حاجته، ومن فرج عن مسلم كربةً فرج اللّٰه عنه كربةً من كربات يوم القيامة، ومن ستر مسلمًا ستره اللّٰه يوم القيامة۔'' (بخاری ومسلم عن ابی ہریرہؓ)

ترجمہ: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کر سکتا ہے، نہ اُسے بے سہارا چھوڑ سکتا ہے۔ اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے کام میں ہو، اللہ تعالیٰ اس کے کام بنا دے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی پریشانی دور کرے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پریشانی دور کر دے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔''

''الراحمون يرحمهم الرحمٰن، ارحموا من في الأرض يرحمكم من في السماء۔'' (ابوداؤد)

ترجمہ: ''رحم کرنے والوں پر رحمٰن بھی رحم کرتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔''

مسلم حکمرانوں میں یہ جمود، قنوط اور یاس کی کیفیت اس لئے پیدا ہوئی کہ انہوں نے اپنا نصب العین اور انبیاء علیہم السلام و اولیاء رحمہم اللہ کی تقلید چھوڑ کر اغیار کی تقلید کو نظریہ حیات بنایا اور دشمنوں پر تکیہ اور بھروسہ کیا، انہیں کی دی گئی پالیسیوں پر چلتے رہے اور بے دام غلام کی طرح ان کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتے رہے، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ نہ ان کی عوام کو امن وسکون ملا اور نہ ہی ان کے آقا وسرپرست ان سے خوش ہوئے: ''نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم، نہ ادھر کے رہے، نہ ادھر کے رہے۔''

یہ بالکل حق بات ہے کہ جب سے اسرائیل کو اس خطہ میں آباد کیا گیا، اس وقت سے اس نے غزہ اور فلسطین کے مسلمانوں کو نشانے پر رکھا ہوا ہے اور یہ جرأت اُسے اس لئے ہوتی ہے کہ امریکہ اور برطانیہ نے مل کر اس سانپ کو اسلام اور مسلمانوں کو ڈسنے کے لئے جنم دیا ہے اور وہی اس کی پرورش کرتے ہیں اور آج بھی یہی دونوں ممالک اس کو دودھ پلا رہے ہیں۔

ان اسلام دشمنوں کا علاج صرف اور صرف یہ ہے کہ ان کو اقتصادی مار دی جائے، عالم اسلام احتجاجاً اقوام متحدہ سے کنارہ کشی اختیار کر کے اپنا مسلم متحدہ محاذ بنائے۔ امریکہ، برطانیہ اور ان کی لونڈی اقوام متحدہ پر واضح کر دیا جائے کہ اگر وہ اسرائیل کی پشت پناہی سے باز نہ آئے تو ان سے سفارتی روابط اور تعلقات ختم کر دیئے جائیں گے۔

اسرائیل نے ہمیشہ اقوام متحدہ کے ضابطوں کی خلاف ورزی کی، اس کی قراردادوں کو پائے حقارت سے ٹھکرایا۔ وہ یاسٹھ سال سے فلسطین کے نہتے شہریوں کے مکانوں اور مساجد کو بے دریغ اور مسلسل بمباری کر کے تباہ کر رہا ہے۔ یہ مناظر اتنے ہولناک اور دلدوز ہیں کہ امریکی اور دیگر ممالک کی غیر مسلم اقوام جو اسرائیل کو تسلیم کرتے ہیں، وہ بھی احتجاج کر رہے ہیں اور اسرائیل کی مذمت کر رہے ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ دنیائے اسلام کے حکمران سر جوڑ کر بیٹھیں، ان مشکل حالات کا تجزیہ کریں اور ان کے حل کے لئے کوئی راہ نکالیں، اس لئے کہ زندہ اور بے دار مغز قومیں مشکلات میں اپنا راستہ خود نکالا کرتی ہیں، ان کی اپنی ترجیحات ہوتی ہیں، انہیں عملی جامہ پہنانے کے لئے طریق کار خود وضع کرتی ہیں، انہیں نہ کسی کو راضی کرنے کی فکر ہوتی ہے اور نہ ہی کسی کے ناراض ہونے کی کوئی پرواہ۔ وہ تو صرف اور صرف اپنے رب کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لئے سب کچھ کرتی ہیں۔ مسلمانوں کے پاس پٹرول ہے، پیسہ اور دولت ہے، وہ تین کام بآسانی کر سکتے ہیں:

۱:...... پٹرول کی سپلائی ان کو بند کر دی جائے۔ ۲:...... عربوں کی جو دولت اور پیسہ یہودی بینکوں میں ہے، اس کو نکال کر مسلمان ممالک کی بینکوں میں رکھا جائے اور ان سے حاصل شدہ منافع کو اسلامی ممالک کی عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جائے۔ ۳:...... ان سے تجارت اور ان کی مصنوعات کا یکسر بائیکاٹ کیا جائے اور ان کے بالمقابل اسلامی ممالک میں ان مصنوعات کے معیار کے مطابق اپنی مصنوعات کو بروئے کار لانے کی کوشش کی جائے۔ ان تدابیر سے ان شاء اللہ! ان کا دماغ درست ہو جائے گا اور اس پر سوار مسلم دشمنی کا نشہ کافور ہو جائے گا۔

باقی رہی مسلم عوام کی ذمہ داری، ایک تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف رجوع کرے، اس کی بارگاہ میں سربسجود ہو، اس سے آہ وزاری کرے اور اپنے گناہوں سے توبہ تائب ہو اور مزید یہ کہ مغربی تہذیب کا قلع قمع کیا جائے۔ اپنے آپ کو بھی اور اپنی اولاد کو بھی مغربی تہذیب کی نقالی سے دور رکھا جائے۔ آج یہ مظالم اور مفاسد، ہلاکتیں اور تباہیاں اس لئے بھی ہم مسلمانوں کا مقدر بنی ہیں کہ اور کمیوں کوتاہیوں کے علاوہ ہم نے مسلم تہذیب کا جنازہ نکال کر مغربی تہذیب میں اپنے آپ کو رنگ لیا ہے۔ آج اکثر ممالک کی عوام وخواص کو دیکھ کر پتہ نہیں چلتا کہ یہ مسلمان ہیں یا عیسائی، نعوذ باللہ من ذلک۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

قرآن فہمی اور تعلیمات نبوت

صحابہ کرامؓ قرآنِ کریم کی زبان سے واقف تھے، بلکہ کہنا چاہئے کہ قرآن انہی کی زبان میں نازل ہوا تھا، اس کے باوجود وہ صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے محتاج تھے، اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو قرآنِ کریم کے مطالب کی تشریح وتفصیل تعلیم نہ فرماتے تو وہ اپنی عقل وفہم اور زبان دانی کے زور سے ہرگز ان مطالب تک رسائی حاصل نہ کر سکتے۔ جب صحابہ کرامؓ کا یہ حال ہے تو بعد کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تعلیمات کے کس قدر محتاج ہوں گے؟ اس کا اندازہ کچھ مشکل نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن فہمی کے لئے اگر صحابہ کرامؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت کے محتاج ہیں، تو بعد کی اُمت فہمِ قرآن میں صحابہؓ سے بڑھ کر ان تعلیماتِ نبوت اور حکمتِ آسمانی کی محتاج ہے، جس نے صحابہ کرامؓ کے قلوب کو منور فرمایا۔

(از تحفۂ قادیانیت، ج:۲ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)

حج بیت اللہ کا مقصد اور پیغام

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

حج کا زمانہ ایمان و یقین کی اعلیٰ یادگار کا زمانہ ہے، وہ ایمان والوں کے لئے بڑا سبق ہے کہ وہ اپنی جان و مال کی خواہش کو اپنے رب کی رضا طلبی میں کس طرح دبائیں اور اپنے رب کی اطاعت میں اپنی راحت اور اپنی خواہش کو کس طرح قابو کریں، اس کی اعلیٰ مثال اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں کے واقعات کی صورت میں بیان کی ہے، یہ یادگار اس عمل کی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آخری درجہ کی قربانیاں دے کر تاریخ میں مثال قائم کر دی، اللہ تعالیٰ کے لئے انہوں نے مختلف انداز کی تین زبردست قربانیاں دیں، جس کی نظیر پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی، پہلی قربانی تو انہوں نے اس وقت دی جب انہوں نے اپنی بت پرست قوم کو توحید کی طرف بلایا، ان کی قوم حتیٰ کہ باپ نے بھی سخت رویہ اختیار کیا اور سختی کے طریقے اختیار کئے، انہوں نے تکلیفیں برداشت کیں اور جب وہ اپنی توحید کی دعوت پر قائم رہے تو انہیں دہکتی ہوئی آگ میں جھونک دینے کا فیصلہ کیا، انہوں نے اس کو بھی قبول کیا لیکن اپنی دعوت توحید سے نہیں ہٹے، آگ میں جلنے کے لئے بھی تیار ہو گئے، اللہ تعالیٰ نے ان کی ہمت اور قربانی ان کو جلنے سے بچا لیا اور وہ اس طرح کہ اس قادر مطلق نے آگ کو روک دیا اور وہ جلنے سے محفوظ رہے، لیکن جلنے کے لئے تیار ہو کر آگ میں داخل ہونے تک کی قربانی دے دی۔

پھر کچھ مدت بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان اور طاعت الٰہی کا دوسرا امتحان لیا اور وہ اس طرح کہ جب ان کی بڑی عمر اور انتظار کے بعد بچہ پیدا ہوا، بہت خوبصورت پیارا بچہ جو اپنے والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھا، اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ اس بچہ کو اور اس کی ماں کو ایسی جگہ چھوڑ آئیں جہاں نہ پانی ہے نہ کھانا، نہ سبزہ ہے نہ درخت، نہ آدم ہے نہ آدم زاد، وہ اس کے لئے بھی تیار ہو گئے اور جتنی زاد راہ

> **حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آخری درجہ کی قربانیاں دے کر تاریخ میں مثال قائم کر دی، اللہ تعالیٰ کے لئے انہوں نے مختلف انداز کی تین زبردست قربانیاں دیں، جس کی نظیر پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی**

اور غذا لے جا سکتے تھے اس کو ساتھ لیا اور اپنی بیوی اور ان سے پیدا ہوئے شیر خوار بچہ کو لے جا کر مکہ کی بے آب و گیاہ اور غیر آباد وادی میں چھوڑ دیا، جب واپس جانے لگے ان کی اہلیہ بچہ کی ماں حضرت ہاجرہ نے پوچھا: آپ ہم کو یہاں کس کے بھروسہ چھوڑ ے جا رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: اللہ کا یہی حکم ہے، میں اس کے بھروسہ پر تمہیں یہاں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اس طرح انہوں نے بیوی اور بچہ کو خطرہ میں ڈال کر چلے آنے کی قربانی بھی ادا کر دی اور اللہ کے حکم پر بیوی اور بیٹے کو ایسے حال میں لے جا کر چھوڑ دیا کہ بظاہر وہاں زندہ رہنا مشکل تھا اور چھوڑ کر واپس آ گئے، ساتھ میں جو کھانا پانی تھا وہ ان کی بیوی اور بچہ کے لئے چند دن کام آیا، پھر جب زاد راہ ختم ہو گئی، پانی بھی نہ رہا اور بچہ جاں بلب ہو گیا تو حضرت ہاجرہ پانی کی تلاش میں قریب کی پہاڑیوں صفا و مروہ پر چڑھ چڑھ کر دیکھتی تھیں کہ کہیں پانی نظر آئے، لیکن وہاں پانی کہاں تھا جو نظر آتا، بس اللہ کو ان کا امتحان مقصود تھا اور وہ امتحان دے کر کامیابی حاصل کر چکے تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد آئی، حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا انہوں نے بچہ کی ایڑیوں کے پاس آ کر ایک چشمہ جاری کر دیا جو زمزم کہلایا، اس طرح سے اللہ نے ان کے زندہ رہنے کا انتظام کر دیا، ان ہی دنوں میں یمن کا ایک قافلہ وہاں قریب سے گزر رہا تھا وہ بھی پانی کی تلاش میں تھا کچھ افراد نے پرندوں کو اڑتے ہوئے دیکھ کر اندازہ لگایا کہ یہاں پانی ہو سکتا ہے، لہٰذا پانی کی تلاش میں وہ ادھر آ نکلے اور حضرت ہاجرہ سے اجازت طلب کر کے وہیں سکونت پذیر ہو گئے، پھر بعد میں جب حضرت اسماعیل علیہ السلام بڑے ہوئے تو اسی قبیلہ جرہم کی ایک خاتون سے ان کی شادی ہوئی، اور اس طرح یہاں تھوڑی آبادی ہو گئی

اور ان لوگوں کے لئے اللہ کی طرف سے کھانے پینے کے کچھ ذرائع ہو گئے، انتظام ہو گیا پانی زمزم سے ملتا تھا اور کھانے کے لئے جو غذا ہو سکتی تھی وہ دستیاب ہو جاتی تھی، بیوی اور شیر خوار بچہ کو اس بے آب و گیاہ صحراء میں چھوڑنے کے بعد دوبارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام دریافت حال کے لئے آئے کہ دیکھیں دونوں کا کیا حال ہے؟ دیکھا تو زندہ ہیں، خوش ہوئے اور کچھ کچھ مدت بعد آتے اور دونوں کی خیریت معلوم کر کے اطمینان کرتے تھے کہ بچہ اور ماں دونوں محفوظ ہیں اور کچھ آبادی بھی ہو گئی ہے۔

آہستہ آہستہ حضرت اسماعیل بڑے ہوئے اور اچھے اور سعادت مند نوجوان بنے، اپنے والدین کی خدمت اور ان کی تابعداری اور فرمانبرداری میں لگے رہے، جب والدین اپنے اس لائق بیٹے کو دیکھتے کہ خوبصورت اور سعادت مند و فرمانبردار لڑکا ہے تو ان کی محبتوں میں اضافہ ہوتا اچانک ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں، ایک بار دوبارہ اور تیسری بار بھی دیکھا وہ جانتے تھے کہ نبی کا خواب سچا ہوتا ہے، لہٰذا اس کو اللہ کا حکم سمجھا اور اپنے دل کو اس حکم پر عمل کرنے کے لئے تیار کر لیا، انہوں نے اپنے بیٹے کو یہ خواب جس کو حکم سمجھا بتایا نیک اور فرمانبردار بیٹا خدائی حکم سمجھ کر اس قربانی کے لئے تیار ہو گیا اور کہا: ابا جان! آپ کو جو حکم دیا گیا آپ اس کی تعمیل کیجئے میں تیار ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو لے کر گئے اور منیٰ میں ایک جگہ ان کو لٹا کر ذبح کرنے لگے، اللہ نے باپ بیٹے کی تابعداری دیکھ کر اتنے کو کافی قرار دیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا وہ ایک مینڈھا لے کر پہنچے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ہٹا کر مینڈھا رکھ دیا، اس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بجائے اس مینڈھے کی قربانی ہو گئی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام بچا لئے گئے، انہوں نے اپنے دل اور ارادہ کے لحاظ سے قربانی پوری کر دی اور اللہ کو امتحان صرف لینا تھا وہ اس میں کامیاب رہے اور اللہ کو ان کی یہ قربانیاں ایسی پسند آئیں کہ ان کی قربانی کو یادگار بنا دیا۔

یہ تھیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اللہ کے لئے آخری درجہ کی تین قربانیاں، آگ میں جانا قبول کیا، اپنی بیوی بچہ کو اللہ کے حکم سے صحراء میں چھوڑ آئے، تیسرے اپنے بیٹے کو اللہ کے حکم پر ذبح کے لئے پیش کر دیا، اس کے نتیجہ میں اللہ کی طرف سے ان کی ان قربانیوں کو یادگار بنا دیا گیا کہ قیامت تک اس کی ظاہری طور پر نقل کی جاتی رہے، چنانچہ حاجی ان کی نقل کرتا ہے، کعبہ کا طواف قربانی و سعی کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو زندہ کرتا ہے اور کعبہ وہ عمارت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر بھیجنے کے ساتھ مکہ کی زمین پر قائم کیا تھا جو بعد میں مرور زمانہ سے زمین میں پوشیدہ ہو گیا پھر اسی کی بنیاد پر اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر اس کی تعمیر کی اور اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ فیصلہ ظاہر فرمایا کہ ہم اس جگہ کو دنیا کی مرکزی جگہ بنائیں گے اور یہاں رہنے والوں کو ہم ہر طرح کے پھل اور میوے دیں گے، لوگ یہاں پیدل آئیں گے سوار آئیں گے فوج در فوج آئیں گے، دنیا کے کونوں کونوں سے آئیں گے اور پھر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نافذ ہوا کہ اس وقت سے برابر حاجی دنیا بھر سے وہاں تکلیفیں اٹھا کر آتے ہیں، اپنی خواہشات کو قربان کر کے اللہ کی رضا کو حاصل کرتے ہیں اور تلبیہ کے ذریعہ یہ اعلان کرتے ہیں کہ: ”اے اللہ! ہم حاضر ہیں، اے اللہ! ہم حاضر ہیں تو وحدہ لا شریک ہے۔“

> **اللہ تعالیٰ کے ایک مطیع و فرمانبردار بندے اور برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اطاعت و عبادت کی یادگار، لہٰذا ہر مسلمان کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں کی یادگار ہے**

یہ ہے حج کا فریضہ، اللہ تعالیٰ کے ایک مطیع و فرمانبردار بندے اور برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اطاعت و عبادت کی یادگار، لہٰذا ہر مسلمان کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں کی یادگار ہے، یہ قربانیاں آخری درجہ کی تھیں اور اللہ کی رضا طلبی کے لئے دی گئی تھیں، انہوں نے اپنے دل و جان سے قربانی دی، لہٰذا اس بات کو سمجھنا چاہئے اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر اپنے ذہن و قلب میں اس کو لانا چاہئے اور قربانی کا یہ سبق یاد کر کے اپنے آپ کو اللہ کی رضا کی خاطر اپنی جان و مال کو اللہ رب العالمین کی پسند کے لئے قربان کرنے کا جذبہ رکھنا چاہئے، اسی طرح حج کی عبادت اپنے نفس کی قربانی، خواہشات کی قربانی، جان و مال کی قربانی کی یادگار ہے جو ہر سال مکہ میں ظاہری شکل میں عمل میں لائی جاتی ہے، اس سے دین و ایمان میں ترقی ہوتی ہے، اس کا مقصود اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے، یہی حج کا مقصد ہے یہی حج کا پیغام ہے اور اللہ نے یہ صرف استطاعت والوں پر فرض کیا ہے، جس کے پاس بدنی و مالی طاقت ہو اسی کے لئے ضروری ہے باقی حضرات اپنی زندگی میں رب کے لئے جان و مال کی قربانی کا جذبہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتے رہیں تاکہ یہ سنت ابراہیمی سب کے دلوں میں زندہ رہے۔ ☆☆

معشوق کی بارگاہ میں عاشق کی حاضری

مولانا شمس الحق ندوی

تصور میں لایئے ایک سنسان وادی اور جھلسی ہوئی پہاڑیوں کو جہاں نہ آدم نہ آدم زاد، اس ویرانہ کی چلچلاتی دھوپ اور کھانے پینے سے خالی تپتی ہوئی وادی میں ممتا کی ماری ایک ماں اور شیر خوار بچے کو! کوئی اندازہ لگا سکتا ہے کہ اس ماں کے دل پر کیا گزری ہوگی؟ دیوار کعبہ کے قریب شیر خوار بچہ پیاس سے ایڑیاں رگڑ رہا ہے اور ماں تڑپ تڑپ کر کبھی صفا پر چڑھ کر دیکھتی کہ شاید کوئی قافلہ نظر آ جائے اور پانی ملے، پھر دوڑی دوڑی مروہ پر چڑھتی کہ شاید ادھر کوئی قافلہ گزرتا ہوا دکھائی دے دونوں طرف سے آس ٹوٹتی ہے، بھاگی بھاگی بچے کو دیکھنے آتی ہے کہ کس حال میں ہے، اس معصوم کو دیکھ کر پھر بے قراری کے عالم میں صفا و مروہ کے چکر لگاتی ہے، چھ چکر ہو چکے اور امید کی کوئی کرن دکھائی نہیں دیتی، بچہ ہے کہ جاں بلب ہو رہا ہے، ساتویں چکر کے بعد بچے کے پاس پہنچتی ہے تو دیکھتی ہے کہ اس کی ایڑیوں کی رگڑ سے رب کریم نے پانی کا چشمہ جاری فرما دیا ہے جو زمزم کے نام سے مشہور اور اس وقت سے اب تک اس طرح جاری ہے کہ سارے عالم کے مسلمان بھر بھر کر لے جا رہے ہیں اور پانی کم نہیں ہوتا، چشمہ جاری ہوا تو قافلے بھی آ آ کر آباد ہونے لگے اور یہ ویرانہ جہاں وحشت کو بھی قدم رکھتے وحشت ہو، آبادی میں تبدیل ہو گیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جو اپنے رب کے حکم سے بیوی اور بچے کو اس ویرانہ میں چھوڑ کر چلے گئے تھے، جب کافی عرصہ کے بعد واپس آتے ہیں تو اسی بچہ کو جو اب جوانی کی عمر کو پہنچ رہا تھا، اللہ کے نام پر قربان کر دینے کا حکم ہوتا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام جس طرح اپنے رب کے حکم سے بیوی بچے کو چھوڑ کر چلے گئے تھے، اب اپنے اسی رب کے حکم سے اس کی گردن پر بے تکلف چھری چلا دیتے ہیں، لیکن رب کریم کو آب و خاک سے بنے ہوئے اپنے بندہ کی یہ ادائے عاشقانہ ایسی پسند آتی ہے کہ بیٹے کی جگہ جنت کا دنبہ ہوتا ہے، چھری چلتی ہے تو جگر گوشہ کی نہیں دنبہ کی گردن کٹتی ہے اور رب کریم فرماتا ہے:

"ہم نے ان کو پکارا کہ اے ابراہیم! تم نے خواب کو سچا کر دکھایا، ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں، بلاشبہ یہ صریح آزمائش تھی اور ہم نے ایک بڑی قربانی کو ان کا فدیہ دیا اور پیچھے آنے والوں میں ابراہیم (علیہ السلام) کا ذکر خیر باقی چھوڑ دیا۔"

زمین و آسمان نے عشق و محبت اور رب کے حکم پر اس سرشاری کا منظر کب دیکھا ہوگا، پھر انہی باپ بیٹے نے کعبہ کی تعمیر کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ملا کہ:

"اور لوگوں میں حج کے لئے ندا کر دو کہ تمہاری طرف پیدل اور دبلے اونٹوں پر جو دور (دراز) رستوں سے چلے آتے ہوں (سوار ہو کر) چلے آئیں۔"

وہ دن ہے اور آج کا دن ہے کہ دنیا کے گوشہ گوشہ سے بڑی تعداد میں مسلمان رخت سفر باندھ کر اس ادائے عاشقانہ کی یاد تازہ کرتے اور اپنے دلوں کی ویران بستی کو عشق و محبت میں ڈوب کر آباد کرتے ہیں، آنسوؤں سے اس کو غسل دیتے ہیں اور اس طرح پاک و صاف ہو کر لوٹتے ہیں جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہوں۔

کہتے ہیں کہ قیس عشق لیلیٰ میں ایسا کھویا ہوا اور گم رہتا تھا کہ اس کو کسی اور چیز کا احساس نہیں ہوتا تھا، دیوانوں کی سی کیفیت تھی، لیلیٰ کی بستی سے آنے والے کتے تک سے پیار کرتا تھا کہ یہ لیلیٰ کی گلیوں سے گزر کر آ رہا ہے، لیلیٰ کی بستی میں پہنچ جاتا تو در و دیوار کو پکڑ پکڑ کر چومتا وہاں کی ہر شے میں اس کو لیلیٰ ہی نظر آتی، اس کی یہ فریفتگی آج تک ضرب المثل ہے اور منتہائے عشق بنی ہوئی ہے۔ فرہاد نے شیریں کی خاطر پہاڑ کو کاٹ کر اس کے محل میں نہر جاری کرنے کی کوشش کی، اسی اثنا میں اس کو کسی نے شیریں کے انتقال کی فرضی خبر سنائی تو اسے تحقیق کی تاب نہ رہی اور اسی کدال سے اپنا سر پھوڑ کر دم توڑ دیا کہ شیریں نہیں تو زندگی میں مزہ کیا؟ عشق کے یہ دو ایسے قصے ہیں جو برسہا برس سے زبان زد عام و خاص ہیں اور مادی معشوقوں اور مادی عاشقوں کی یہ داستان غم بھلائی نہیں جاتی، جب کوئی دل چوٹ کھاتا ہے تو انہیں سے تشبیہ دے کر اپنے انتہائی رنج و غم کی نشاندہی کرتا ہے، حالانکہ اس سے بہت پہلے سے دنیا یہ دیکھ رہی ہے کہ آب و خاک سے بنی ہوئی ایک چوکور عمارت کی طرف جو در معشوق نہیں بلکہ جلوہ گاہ معشوق ہے مخلوق کس طرح ٹوٹی پڑتی ہے، محبوب و عزیز ترین چیزوں کو چھوڑ

کر حتی کہ مال و اولاد، گھر بار سب کچھ چھوڑ کر، تج کر، پیدل و سواریوں پر، ہواؤں میں اڑ اڑ کر، سمندروں کے سینوں کو چیر چیر کر، بڑے والہانہ اور فریفتگی کے عالم میں ایک دو کی نہیں، سو پچاس اور ہزار کی بھی نہیں بلکہ کئی کئی لاکھ کی تعداد میں روانہ ہو جاتی ہے مرد بھی، عورتیں بھی، بوڑھے بھی جوان بھی، امیر بھی غریب بھی، شاہ بھی گدا بھی، کیسا دیدنی منظر ہوتا ہے جیسے جیسے دیارِ حبیب کے قریب ہوتے جاتے ہیں ان کی ایک ایک ادا نرالا اور انوکھا روپ اختیار کرتی جاتی ہے، حتیٰ کہ صرف ایک چادر و لنگی میں ملبوس ہو کر محبوب کی بارگاہ میں حاضری کا جو آخری منظر کفن پوشی کا ہوتا ہے وہ منظر پیش کرتے ہیں۔

اسی حالت میں مستانہ وار "لبیک اللّٰھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک"...

میں حاضر ہوں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں... کا نعرہ لگاتے ہوئے روتے اور آنسوؤں سے دامن تر کرتے ہوئے نالہ و فریاد کرتے ہوئے دربارِ عالی میں حاضر ہوتے ہیں۔

عشق مجسم سراپا تصویرِ درد بنے ہوئے کوئی ادنیٰ تغافل و چھیڑ چھاڑ بھی بارِ خاطر ہے، خیالِ یار میں گم ہیں، تڑپ تڑپ اٹھتے ہیں، آنسوؤں کے ساتھ چیخیں بھی بے اختیار نکل پڑتی ہیں۔

محبوبِ حقیقی مسرور و خوش ہو کر فرشتوں سے فرما رہا ہے: "میرے گھر کے مشتاقوں کو دیکھو! میری طرف بکھرے ہوئے بالوں اور غبار آلود جسموں کے ساتھ اس حال میں آئے ہوئے ہیں۔"

یہ ہر طرف سے کھنچ کھنچا کر، پہاڑوں کو پھاند کر آ جمع ہوئے ہیں گلی کوچوں میں، سڑکوں پر، بازاروں میں خیموں میں، محلوں میں، بس جہاں دیکھو وہی ہیں، رات ہو کہ دن ہو جب دیکھو اپنے رب کی تجلی گاہ خانۂ کعبہ کے گرد چکر لگا رہے ہیں، دوڑ دوڑ کر حجرِ اسود کو چومتے جا رہے ہیں، غلافِ کعبہ ہاتھ میں آ گیا تو لپٹ لپٹ کر رو رہے ہیں جیسے دامنِ یار ہاتھ میں آ گیا ہو چھوڑنے کا جی نہیں چاہتا چلا اٹھتے ہیں۔

یہ سب ہو ہی رہا تھا کہ معشوقِ ازلی کے چشم دید کا اشارہ پا کر اپنی مجنونانہ شان کے ساتھ نکلے اور بھاگے بھاگے عرفہ پہنچے ابھی دل بھر کر دعا بھی نہ کرنے پائے تھے کہ معشوق نے کسی اور سمت کو دھکیلنا شروع کیا، عاشق کی سب سے بہترین ادا اور عشق کا مظہر نماز جس کو محبوب سب سے زیادہ پسند کرتا ہے، اس کو آج ایک وقت میں دو ملا کر پڑھیں گے ظہر و عصر ساتھ ادا ہوں گی اور رختِ سفر باندھ لیا جائے گا، عین سفر کی حالت میں رات کی تاریکی آ گھیرے گی سورج اپنی کرنوں کو سمیٹ کر نمازِ مغرب کا اعلان کر چکا ہوگا، مگر نماز کیونکر ادا کریں جب کہ منزل پر پہنچنے سے قبل کہیں ٹھہرنے کی اجازت نہیں ہے، مغرب عشاء دونوں ساتھ میں ادا ہوں گی جب

رات کی سیاہی پوری طرح چھا چکی ہوگی عشاق کے یہ قافلے اپنی منزل پر پہنچیں گے اور محبوب کی یاد میں آنکھوں آنکھوں میں رات کاٹیں گے۔

جس کے دل میں کچھ چوٹ ہو، کوئی زخم لگا ہو، دیوانگی سے کبھی سابقہ پڑا ہو، وہی اس حقیقت کو سمجھ سکتا ہے اور اس کا مزہ لے سکتا ہے۔

ابھی کیا ہو رہا تھا اب کیا ہو رہا ہے، اسی صفا مروہ پر جس پر حضرت ہاجرہ دوڑی تھیں بے تابانہ دوڑ رہے ہیں دوڑ کر گئے صفا پر چڑھے پھر بھاگتے ہوئے مروہ آ گئے ایک دو نہیں سات سات چکر اسی عاشقانہ ادا کے ساتھ لگائے جا رہے ہیں پھر دیکھئے منیٰ میں غصہ سے بھرے ہوئے عاشق و معشوق کے درمیان حائل ہونے والے بہکانے اور وسوسہ ڈالنے والے شیطان کو کس طرح کنکریاں ماری جا رہی ہیں، اس کو ذلیل و رسوا کیا جا رہا ہے، تیری مجال کہ تو عشق کی بھڑکتی ہوئی آگ کو اپنے مکر و فریب سے بجھا سکے، مستی کا عالم طاری ہے معشوق کا ڈر نہ ہوتا، اس کے ناراض ہونے، حکم کی خلاف ورزی کا خطرہ نہ ہوتا تو کتنے اپنی جان تک کو قربان کر دیتے، اس مدہوشی کے عالم میں بھی اتنا ہوش ہے کہ ان کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو۔

جذبۂ بے تابی کو تسکین دینے کی خاطر اتنی اجازت مل گئی کہ اگر تم جاں نثاری کا مظاہرہ کرنا چاہتے ہو تو میرے نام پر جانوروں کی گردنوں پر چھری چلاؤ، آن کی آن میں ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں زمین پر پڑے ہوئے جانور نظر آ رہے ہیں، خون کی نہریں جاری ہیں، گردنوں پر چھریاں پھیری جا رہی ہیں، کوئی کہہ سکتا ہے کہ چشمِ فلک نے عشق و محبت کی ایسی ادا کہیں اور دیکھی ہے؟ تاریخ نے کوئی ایسا واقعہ ریکارڈ کیا ہے؟ میلے اور بھیڑ بھاڑ کے مناظر تو شاید نظر آ ئیں گے مگر یہ ادائے عاشقانہ کہاں کسی نے دیکھی ہوگی اور یہ سب کچھ یوں ہی نہیں ہو رہا ہے، کوئی ضرور جلوہ گر ہے، ہو نہ ہو کسی کی ادائے دلبرانہ کارفرما ہے۔

یہاں سے فارغ ہوں گے نبی امی محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے درِ دولت پر حاضری دیں گے، جس نے عشق کی یہ آگ لگائی ہے، بھانت بھانت کے لوگ ہوں گے کالے، گورے، عربی، عجمی ہوں گے درود و سلام سے فضا گونج اٹھے گی۔

ادب سے سلام ہوگا، ہونٹوں میں حرکت اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے، عشق و مستی کا عجیب عالم ہوگا، بزبانِ حال کہہ رہے ہوں گے:

یہ دل کی جلن آنکھوں کی نمی صدقہ میں تمہارے ہم کو ملی
کیا نعمتِ عظمیٰ ہاتھ لگی سرکارِ دو عالم صلی علیٰ

یہ ہیں حاجیوں کی وہ ادائیں جن کو سن کر اور پڑھ کر حج کا شوق ہوتا ہے اور ہر بندۂ مومن اس کے اشتیاق میں بزبانِ حال کہہ رہا ہے:

دل کو یہ آرزو ہے صبا کوئے یار میں
ہمراہ تیرے پہنچے اُڑ کر غبار میں

۲۹ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کے لئے اکابر علماء کرام کے

پیغامات

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

اللہ تعالیٰ نے انسان کی راہنمائی اور اسے سیدھا راستہ بتانے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور یہ مبارک سلسلہ خاتم الانبیاء، سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جا کر اختتام پذیر ہوا۔ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے پہلے نبی ہیں اور آپ سے پہلے کوئی نبی نہیں، اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں، آپ کی نبوت و رسالت قیامت تک کے لئے ہے، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب قرآن کریم آخری کتاب ہے۔ اس کے بعد کوئی کتاب نازل نہیں ہوگی، کیونکہ یہی کتاب قیامت تک آنے والی انسانیت کے لئے مشعل راہ ہے جو ان کے لئے راہ ہدایت کو روشن کر کے پیش کرتی ہے اس کی تعلیمات ابدی اور سرمدی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آخری امت ہے، یہی نظریہ عقیدۂ ختم نبوت کہلاتا ہے جو ہمارے ایمان کا حصہ ہے، عقیدہ ختم نبوت کا منکر وہی ہوسکتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر ایمان نہ رکھتا ہو، کیونکہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا معترف ہوگا وہ ان تمام باتوں کو بھی تسلیم کرے گا جن کی خبر آپ نے دی ہے، قرآن کریم کی بے شمار آیات اور احادیث کی بہت بڑی تعداد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو بیان کرتی ہیں، ہمیں ان سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر کی حیثیت سے تمام مسلمانوں کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس عقیدہ پر ایمان رکھتے ہوئے مضبوطی سے اس پر ثابت قدم رہیں اور کسی جھوٹے طالع آزما کی باتوں میں آ کر اپنا ایمان ضائع نہ کریں۔ میں برطانیہ کے غیور مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ۲۰ ستمبر ۲۰۱۴ء کو برمنگھم میں ہونے والی ختم نبوت کانفرنس کو کامیاب بنائیں۔

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، رئیس جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن

بحمداللہ! مسلمانوں کی اپنے ایمان اور دین سے محبت اور اس پر استقامت لازوال اور مثالی ہے، ہزار ابتلاؤں اور مشکلات کے باوجود وہ اپنے ایمان کو اپنے سینوں سے چمٹائے ہوئے ہیں اور بڑی سے بڑی آزمائش بھی ان کے پائے استقامت میں کوئی لغزش پیدا نہیں کر سکی۔ مسلمان جان دے سکتا ہے لیکن اپنے ایمان کا سودا نہیں کر سکتا، مسلمانوں کی اپنے دین سے محبت، اپنے نبی سے عقیدت اور اپنے ایمان پر استقامت آج باطل کی نظروں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہی ہے، یہی وجہ ہے کہ ان پر عرصۂ حیات تنگ کیا جا رہا ہے، مسلمانوں کی تہذیب و تمدن کو مٹایا جا رہا ہے، انہیں دوسروں کی تہذیب اپنانے پر مجبور کیا جا رہا ہے، ان کی معیشت کو منصوبہ بندی کے ذریعہ کمزور کیا جا رہا ہے، ان کے مسلمہ اصولوں پر شکوک و شبہات کے تیشے چلائے جا رہے ہیں، یہاں تک کہ مختلف فتنے کھڑے کر کے ان کے ایمان پر ڈاکا ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے، انہی فتنوں میں ایک بڑا فتنہ قادیانیت ہے جس کے پیروکار اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں، اپنے آپ کو مسلمان کہلانے اور تمام مسلمانوں کو کافر کہنے پر اصرار کرتے ہیں، حالانکہ ان کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں، وہ اپنے عقائد کی رو سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں، اگر کوئی شخص اسلام سے بغاوت پر اکسائے اور مسلمانوں کو کفر کی طرف بلائے تو کوئی مسلمان ایسی مذموم دعوت پر لبیک نہیں کہہ سکتا، لیکن جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر آئے اور مسلمانوں کا نمائندہ بن کر مسلمانوں کے نام سے نمودار ہو اور کفر کی طرف بلائے تو بہت سے ناواقف اس کے جھانسے میں آ سکتے ہیں، قادیانیوں کا طریقہ واردات یہی ہے وہ مسلمان بن کر مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں اور اپنے پُرفریب نعروں سے سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ قادیانیوں کی انہی مذموم کوششوں اور مسموم فتنہ سے مسلمانوں کو بچانے اور آگاہ کرنے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رات دن کوشاں ہے، برمنگھم میں ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ اس کانفرنس کو کامیاب بنانا ہر مسلمان کی ذمہ داری اور اس کا مذہبی فریضہ ہے۔

حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہ

نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ دین کی اساس اور بنیاد ہے، کیونکہ عقیدۂ ختم نبوت ہے تو ہمارا دین محفوظ ہے، عقیدۂ ختم نبوت ہے تو قرآن محفوظ ہے، عقیدۂ ختم نبوت ہے تو دین کی تعلیمات محفوظ ہیں، اگر یہ عقیدہ باقی نہیں رہتا تو پھر نہ دین باقی رہے گا، نہ اس کی تعلیمات اور نہ قرآن باقی رہے گا، کیونکہ بعد میں آنے والے ہر نبی کو دین میں تبدیلی، تنسیخ کا حق ہوگا۔ اس لئے اس عقیدہ پر پورے دین کی عمارت قائم ہے، اسی میں امت کی وحدت کا راز مضمر ہے، یہی وجہ ہے کہ جب بھی کسی نے اس عقیدہ میں نقب

لگانے کی کوشش کی یا اس مسئلہ سے اختلاف کرنے کی کوشش کی اسے امت مسلمہ نے سرطان کی طرح اپنے جسم سے علیحدہ کر دیا، اس لئے ختم نبوت کا تحفظ یا بالفاظ دیگر منکرین ختم نبوت کا استیصال، دین کا ہی ایک حصہ ہے اور مسلمانوں نے ہمیشہ اسے اپنا مذہبی فریضہ سمجھا ہے اور امت نے ہر دور میں اپنا یہ فریضہ احسن طریقے سے انجام دیا ہے اور اس فریضہ کی ادائیگی میں کسی کوتاہی اور غفلت کی مرتکب نہیں ہوئی۔ امت نے کبھی کسی جھوٹی نبوت کو برداشت نہیں کیا، جھوٹے نبیوں کے استیصال اور خاتمہ کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کی، ہر طرح کا ظلم برداشت کیا آگ میں کودنا قبول کیا مگر جھوٹی نبوت کو پنپنے نہیں دیا۔ ابو مسلم خولانی کو اسود عنسی نے اپنی نبوت کے نہ ماننے پر آگ میں ڈالا مگر اللہ تعالیٰ نے آگ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح گلزار بنا دیا۔ امت مسلمہ نے ایک ایک عضو اپنا کٹوانا گوارا کیا، مگر جھوٹی نبوت کا انکار کیا، مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیب بن زیدؓ سے اپنی نبوت کا اقرار کرانا چاہا مگر انہوں نے بار بار انکار کیا وہ بدبخت ایک ایک عضو کاٹتا رہا آخر انہیں شہید کر دیا مگر حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ سے اپنی نبوت کا اقرار نہ کرا سکا۔

پوری تاریخ اسلام گواہ ہے کہ جس کسی نے بھی جب کبھی یہ گستاخی کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکا ڈالنے کی کوشش کی امت نے نہ صرف یہ کہ اسے قبول نہیں کیا بلکہ اس وقت تک سکون کا سانس نہیں لیا جب تک کہ اسے کاٹ کر جسد ملت سے علیحدہ نہیں کر دیا۔

مسلمانو! یاد رکھو قادیانیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت اور آپ کی دشمنی کا دوسرا نام ہے، ان کے کسی دھوکا میں نہ آنا اور نہ ان کی چکنی چپڑی باتوں اور تاویلات سے متاثر ہونا ورنہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔

آئیے ہم عہد کریں کہ ہم سب مل کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا جھنڈا ہر جگہ بلند کریں گے، اس کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا قدم بقدم ساتھ دیں گے اور اس کانفرنس کو بھرپور انداز میں کامیاب کریں گے۔ یاد رکھئے یہ کانفرنس کام کی انتہا نہیں بلکہ کام کا نقطۂ آغاز ہے، اس کانفرنس میں شرکت کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت ومحبت اور آپ کی ختم نبوت کی حفاظت کا جذبہ لے کر جائیے۔

قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ

امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان

اسلام ایک ابدی اور سرمدی دین ہے، اس کے اپنے اصول ونظریات ہیں، اس کی اپنی تہذیب ہے اپنی ثقافت ہے۔ اسلام حیات انسانی کے تمام شعبوں کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے اور زندگی کے تمام گوشوں میں راہنمائی کا فریضہ انجام دیتا ہے، جس سے دیگر تمام نظامہائے حیات عاری نظر آتے ہیں۔ اسی لئے اسلام اور دین اسلام تمام نظاموں کی آنکھوں میں کھٹکنے لگا ہے اور وہ سب مل کر اسلام کو ختم کرنے کے درپے ہیں، وہ اسلام کو مٹا دینا چاہتے ہیں، وہ مسلمانوں سے ان کی شناخت چھین لینا چاہتے ہیں، آج تہذیبوں کا تصادم ہے، ہم جس عہد میں سانس لے رہے ہیں اس میں دنیا کی مختلف ثقافتوں، نظریات اور اصولوں اور نظاموں میں باہمی کشمکش جاری ہے، ویسے تو دنیا کی تمام قوم اپنی تہذیب اور اپنی جداگانہ شناخت کا پرچم اٹھائے ہوئے ہیں، لیکن عالمی تہذیبی تصادم کے منظرنامے پر صرف دو ہی تہذیبیں آمنے سامنے دکھائی دیتی ہیں، جن کی باہمی کشمکش سے پوری دنیا متاثر ہو رہی ہے۔ ایک طرف دین فطرت اسلام کی آفاقی اور روحانی تہذیب ہے جو سراسر پوری نوع انسانی کے لئے خیر وفلاح کا ابدی پیغام لئے ہوئے ہے اور دوسری جانب مغرب کی آزاد اور اباحیت پسند تہذیب ہے جو دین اور اخلاق سے بے زار صرف دنیاوی اور مادی ترقی کے گرد گھومتی ہے جس کی کوئی اخلاقی قدریں نہیں، ان دونوں تہذیبوں کا تصادم ہی اس دھرتی کے سینے پر نوع انسانی کا آخری فیصلہ لکھے گا۔ اس لئے پوری دنیا کی نظریں ان دونوں تہذیبوں پر لگی ہوئی ہیں۔ ان حالات میں مسلمانوں کے ذمہ لازم ہے کہ وہ اپنی شناخت کو ہر حال میں برقرار رکھیں، اپنی روحانیت کو کمزور نہ ہونے دیں اور اپنی اخلاقی قدروں کی حفاظت کریں، اپنی شناخت اور پہچان کو برقرار رکھنے کے لئے بنیادی چیز عقائد اور نظریات کی حفاظت ہے، جس طرح ایک مسلمان عقیدۂ توحید و رسالت اور عقیدۂ آخرت پر ایمان رکھتا اور اس کی حفاظت کرتا ہے، اسی طرح عقیدۂ ختم نبوت پر غیر متزلزل ایمان رکھتا اور اس عقیدہ کی حفاظت کرتا ہے۔ اس عقیدہ کے تحفظ اور منکرین ختم نبوت کے تعاقب کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہر سال برمنگھم میں کانفرنس منعقد کرتی ہے۔ اس سال بھی یہ کانفرنس ۷ر ستمبر کو منعقد ہو رہی ہے تمام برطانیہ کے مسلمانوں سے عموماً اور برمنگھم کے مسلمانوں سے خصوصاً اپیل کرتا ہوں کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت کا ثبوت دیتے ہوئے اس کانفرنس میں شریک ہوں اور اسے کامیاب بنائیں۔

حضرت مولانا سید ارشد مدنی مدظلہ

امیر جمعیت علماء ہند

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ایمان کی علامت ہے اور یہی محبت رسول ہر مومن کا سرمایہ ہے، کسی بھی مومن کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک ہر ایک حتیٰ کہ اپنی اولاد، اپنے مال

باپ سے بھی زیادہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس کے دل میں نہ ہو۔ ہر مسلمان کے دل میں ختم المرتبت، امام الانبیاء، خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دریا موجزن ہوتا ہے۔ محبت رسول کا جہاں یہ تقاضا ہے کہ آپ سے محبت کی جائے، آپ کے طریقہ کو اختیار کیا جائے، آپ کی اداؤں کو اپنایا جائے، آپ کی سنتوں پر عمل کیا جائے، آپ کے دوستوں سے محبت کی جائے وہاں محبت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ آپ کے دشمنوں سے بغض رکھا جائے، آپ کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھا جائے، کیونکہ دوست کا دوست بھی دوست ہوتا ہے اور دوست کا دشمن بھی دشمن ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا دعوئ نبوت کرنا دراصل آپ کی ختم نبوت پر ڈاکا ڈالنا اور آپ کے تاج ختم نبوت کو چھیننا ہے اور آپ کی توہین کرنا ہے بلکہ نبوت کا دعویٰ کرنا پورے دین میں نقب لگانا اور دین کے نظام کو درہم برہم کرنا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے اور ان کے ماننے والوں نے مرزا کی اتباع کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا عظیم جرم کیا ہے جو ناقابل معافی اور ناقابل برداشت ہے۔

قادیانی فرقہ کا وجود عالم اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک عظیم خطرہ ہے، اسی لئے علماء نے ہر میدان میں اس کا تعاقب کیا ہے، خاص طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تو مشن ہی یہ ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ کیا جائے اور مسلمانوں کو قادیانی دجل وفریب سے بچایا جائے۔

آیئے اس سالانہ کانفرنس میں شریک ہو کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دست وبازو بنئے اور اس عظیم مشن میں اس کا ساتھ دیجئے۔ ☆☆

فتنہ قادیانیت

قادیانی مدعی نبوت نے ضروریات دین کا انکار کیا، جس کی وجہ سے وہ باجماع امت کافر اور مرتد قرار دیا گیا اور پوری دنیا کے تمام اسلامی فرقے اپنے شدید اختلافات و مشرب کے باوجود ان کے متبعین کے کفر و ارتداد پر متفق تھے۔

قادیانیوں کے وہ کون سے کفریہ عقائد و نظریات ہیں جس کی بنا پر وہ اجماعاً غیر مسلم قرار دیئے گئے؟ اختصار کے ساتھ ذکر کئے جاتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیروکاروں نے کس طرح شعائر اسلام کو مسخ کیا، اس کی ایک مختصر جھلک ملاحظہ فرمائیں

☆...... مرزا غلام احمد قادیانی خدا کا برگزیدہ نبی اور رسول ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

☆ مرزا غلام احمد قادیانی کی باتیں احادیث ہیں۔ (سیرۃ المہدی)

☆...... مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان اہل بیت ہے۔ (ملفوظات احمدیہ)

☆...... مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا قمر الانبیاء فخر المرسلین ہے۔ (سیرۃ احمدیہ)

☆... مرزا غلام احمد قادیانی کی بیٹی سیدۃ النساء ہے۔ (سیرۃ المہدی)

☆... مرزا غلام احمد قادیانی کی بیویاں امہات المومنین ہیں۔ (ملفوظات احمدیہ)

☆... مرزا غلام احمد کے ساتھی صحابہ کرام۔ (سیرۃ المہدی)

☆... مرزا غلام احمد قادیانی کا شہر مدینۃ المسیح ہے۔ (روزنامہ الفضل قادیان)

☆... مرزا غلام احمد قادیانی کی امت مسلمان۔

☆... مرزا غلام احمد قادیانی کے جانشین خلفائے راشدین کی طرز پر خلفاء۔ (سیرۃ المہدی)

☆... مرزا غلام احمد قادیانی کی عبادت گاہ مسجد اقصیٰ۔ (روزنامہ الفضل قادیان)

☆... مرزا غلام احمد قادیانی کا قبرستان جنت البقیع کے مقابلہ میں بہشتی مقبرہ ہے۔

☆...... مرزا غلام احمد قادیانی کے ۳۱۳ ساتھی اصحاب بدر ہیں۔ (سیرۃ المہدی)

☆...... مرزا غلام احمد قادیانی نے بہت سارے جھوٹے دعوے کئے تھے، جن میں سے چند ملاحظہ فرمائیں۔ جن کی بنیاد پر علماء امت نے متفقہ طور پر غلام احمد قادیانی پر کفر کا فتویٰ دیا۔

ملعون غلام احمد قادیانی نے مارچ ۱۸۸۲ء میں دعویٰ کیا کہ انہیں الہام ہوا ہے کہ عیسیٰ نہ فوت ہوئے صلیب پر نہ آسمانوں پر چڑھ گئے ہیں بلکہ وہ صلیب پر زخمی ہوئے تھے تو ان کے شاگردوں نے صلیب سے اتار کر ان کا علاج کیا اور جب کچھ ٹھیک ہوئے تو انہوں نے کشمیر کا رخ کیا اور وہاں طبعی فوت ہوئے۔ سری نگر محلہ یارخان میں دفن ہوئے اور قبر موجود ہے۔ اس کے متعلق مسلمانوں کے اجماعی عقیدے کی شدید مذمت کی۔

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

۲۹ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس، برمنگھم

اغراض ومقاصد، پس منظر

اس کانفرنس کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ برطانیہ کے علاوہ بیلجیئم، جرمنی ودیگر یورپی ممالک کے ساتھ ساتھ ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش کے علماء کرام بھی کثیر تعداد میں شرکت کرکے کانفرنس سے خطاب کرتے ہیں

مولانا مفتی خالد محمود، نائب مدیر اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ

آج کا دور اُمت اسلامیہ کے لئے بڑا پُر فتن دور ہے، قدم قدم پر فتنے ہی فتنے ہیں، لیکن آج کا سب سے بڑا فتنہ پورے اسلامی معاشرہ پر مغربی تہذیب کی یلغار ہے، نئی نسل کے دماغ کو بے دینی کے سانچے میں ڈھالا جارہا ہے، دین سے نفرت و بیزاری پیدا کرنے کے لئے مختلف شکوک وشبہات پیدا کئے جارہے ہیں، دین کے مسلّمہ اُصولوں اور بنیادی عقائد کی من مانی تشریح کرکے نئی نسل کو تذبذب میں مبتلا کیا جارہا ہے مسلمانوں کی سیرت وصورت، وضع قطع، اخلاق ومعاشرت، تہذیب وثقافت کے تمام زاویے بدل دیئے گئے ہیں اور تہذیب جدید کے متوالوں کے لئے یہود ونصاریٰ کی نقالی عزت وافتخار سمجھی جانے لگی ہے۔

اپنے آقا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ امت مسلمہ کا ایک مضبوط رشتہ تھا، اسے بھی ختم کرنے یا کمزور کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، امت محمدیہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ سے ہٹانے کے لئے نئی نبوت کا ڈھونگ رچایا گیا اور مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے خود ساختہ الہامات کے ذریعہ ایک ایسے دین ومذہب کو پیش کیا گیا جو دین کے نام پر بے دینی کا مرقع ہے، جس کے ظاہر میں دین کا مقدس نام ہے، لیکن باطن میں سراسر کفر پوشیدہ ہے، قادیانیت ایک ایسا خاردار پودا ہے جس کے کانٹوں میں الجھ کر امت کا دامن اتحاد تار تار ہوچکا ہے، لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کا سوال سامنے آتا ہے تو امت اسلامیہ کے دل میں چھپی چنگاری ایک خوفناک آتش فشاں کی صورت اختیار کرلیتی ہے اور وہ اپنی جان، اپنا مال، اپنی اولاد، اپنا تن من دھن سب کچھ آقا کی عزت پر قربان کرنے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں۔

آقائے نامدار، سرکار دو عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہار عقیدت ومحبت اور آپ کے دشمنوں سے براءت وبیزاری کے اعلان کے لئے ہر سال عاشقان رسول کا برمنگھم کی جامع مسجد (سینٹرل موسک) میں اجتماع ہوتا ہے جہاں وہ تجدید عہد وفا کرتے ہیں۔ حسن اتفاق کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام یہ سالانہ کانفرنس ۷ ستمبر کو ہورہی ہے۔

7 ستمبر ہماری ملی تاریخ میں ایک امتیازی اہمیت کا حامل دن ہے، جس دن پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کا تحفظ ہوا اور ملک کی نظریاتی سرحدوں پر حملہ آور اور اس کا تشخص مٹانے کے درپے قادیانیوں اور مرزائیوں کو اپنی سازشوں میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ پوری قوم نے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ یہ صرف پاکستان کی تاریخ کا ہی اہم دن نہیں، بلکہ عالم اسلام کی تاریخ کا ایک زریں باب ہے۔ اس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کا جھنڈا بلند ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ ہوا، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس پر نقب لگانے والے ذلیل وخوار ہوئے۔ اس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں اور غلاموں کی قربانیاں رنگ لائیں اور غلامان محمد سرخرو ہوئے، عالم اسلام میں پاکستان کا وقار بلند ہوا، تمام دنیا پر آشکار ہوا کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور مسلمانوں میں وہ ہمت وطاقت ہے کہ وہ اسلام کی سربلندی اور آقائے مدنی، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، حرمت، عزت کے لئے ہر قربانی اور جرأت مندانہ اقدام کرسکتے ہیں۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء سے متعلق چند وضاحتیں کرنا ضروری سمجھتا ہوں:

الف... تحریک کے دوران بھی اور اس کے بعد بھی آج تک بعض حضرات یہ تاثر دینے کی سعی ناروا کرتے ہیں کہ اس تحریک کے مقاصد سیاسی تھے اور یہ مسٹر بھٹو کی حکومت ختم کرنے یا اسے نیچا دکھانے اور کمزور کرنے کے لئے اٹھائی گئی تھی حالانکہ یہ سراسر غلط

بلکہ بہتان ہے۔ تحریک اور اس کے طریقہ کار کا از اول تا آخر مطالعہ کیا جائے تو خود یہ طریقہ کار چیخ چیخ کر اس خیال کے باطل اور غلط ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ جبکہ تحریک کے امیر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے 9 رجون کے پہلے اجلاس میں واضح کر دیا تھا کہ ہمارا دائرہ کار آخر تک مثبت و یک رہے گا، سیاسی آمیزشوں سے اس کا دامن پاک رہنا چاہیے۔

ب: اس تحریک کا ہدف صرف اور صرف قادیانی مسئلہ تھا، حکومت اس کے مدمقابل نہیں تھی اسی لئے پر جوش اور قوت عمل کے بھرپور مظاہرے کے باوجود قائدین تحریک کی اول تا آخر کوشش رہی کہ تصادم سے گریز کیا جائے حالانکہ حکومت نے اکثر و بیشتر ایسے اقدامات کئے کہ ٹکراؤ اور تصادم کی کیفیت پیدا ہو اور اس ٹکراؤ کو بنیاد بنا کر تحریک کو کچل دیا جائے لیکن آفریں ہے قائدین تحریک کو کہ انہوں نے دشمنوں اور مخالفین کی کوئی چال کامیاب نہیں ہونے دی۔

ج: یہ تحریک کسی خاص طبقہ، کسی خاص جماعت، کسی خاص فرقہ کی طرف سے نہیں تھی بلکہ پوری قوم اس پر متحد تھی، ہر طبقہ نے اس میں اپنی توفیق کے مطابق بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، تمام مکتبہ فکر کے لوگ اس ایک مسئلہ پر متفق اور باہم شیر و شکر تھے اور اتحاد کے ایسے ایسے مناظر دیکھنے میں آئے کہ بعد میں ایسے مناظر کے لئے آنکھیں ترستی ہی رہ گئیں۔ خود وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں کہا

"میں جب یہ کہتا ہوں کہ یہ فیصلہ پورے ایوان کا فیصلہ ہے تو اس سے میرا مقصد یہ نہیں کہ میں کوئی سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لئے اس بات پر زور دے رہا ہوں۔ ہم نے اس مسئلہ پر ایوان کے تمام ممبروں سے تفصیلی طور پر تبادلہ خیال کیا ہے، جن میں تمام پارٹیوں کے اور ہر طبقہ خیال کے نمائندے موجود تھے۔ آج کے روز جو فیصلہ ہوا ہے یہ ایک قومی فیصلہ ہے، یہ پاکستان کے عوام کا فیصلہ ہے۔ یہ فیصلہ پاکستان کے مسلمانوں کے ارادے، خواہشات، اور ان کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔" (فتنہ قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف، صفحہ ۲۲۳)

د: یہ تاثر بھی دیا جاتا ہے کہ مولویوں نے دباؤ ڈال کر زبردستی اپنی بات منوائی ہے اور مسٹر بھٹو کو اس طرح گھیرے رکھا کہ وہ کچھ سوچ ہی نہ سکے۔ لیکن یہ تاثر بھی سراسر غلط ہے۔ علماء اور مسلمانوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ ضرور کیا، اس کے لئے بھرپور تحریک بھی چلائی لیکن ایسا نہیں کہ اس مسئلہ پر غور و فکر کے بغیر محض دباؤ میں آ کر یہ فیصلہ کر دیا گیا، بلکہ اس پر ہر پہلو سے غور کیا گیا، بحث و مباحثہ ہوا، مرزائی اور لاہوری گروپ کو اپنی صفائی کا پورا پورا موقع دیا گیا، ان سے سوالات ہوئے، ان پر جرح ہوئی اور پوری آزادی کے ساتھ کھل کر انہیں اپنا موقف پیش کرنے کے مواقع فراہم کئے گئے، پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی قرار دے کر اس پر بحث و مباحثہ اور غور و فکر ہوا۔ اس خصوصی کمیٹی نے ۲۸ راجلاسوں میں بحیثیت مجموعی 94 رگھنٹے غور کیا۔ مرزا ناصر نے 11 روز میں ۴۲ گھنٹے ۵۰ منٹ تک اپنی شہادت قلمبند کروائی اور گیارہ دن تک ان کا بیان جاری رہا، لاہوری جماعت کے سربراہ پر دو اجلاسوں میں ۸ گھنٹے ۲۰ منٹ تک جرح ہوئی اور اور ان حضرات کو بھرپور موقع فراہم کیا گیا اپنا موقف اور اپنی صفائی پیش کرنے کا۔ قومی اسمبلی کی یہ کارروائی "قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ" کے نام سے شائع ہو چکی ہے اس کا مطالعہ کیا جائے تو جگہ جگہ نظر آئے گا کہ مرزا ناصر نے دجل و تلبیس اور دھوکہ سے کام لیا اور گول مول باتیں کر کے اسمبلی کا وقت ضائع کرتا رہا۔ متعدد اراکین نے مختلف اوقات میں مرزا ناصر پر اعتراضات کئے اور اسے ٹوکا کہ گول اور غلط بیانی سے کام لے رہا ہے مگر اس کے باوجود (یہ جانتے ہوئے بھی کہ مرزا ناصر غلط بیانی سے کام لے رہا ہے) اٹارنی جنرل نے اراکین اسمبلی سے درخواست کی کہ انہیں بولنے دیں، انہیں نہ ٹوکیں کہیں بعد میں یہ نہ کہیں کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی اور ہمیں اپنی بات کہنے سے منع کیا گیا۔ خود اخبارات نے قومی اسمبلی کی کارروائی پر نہ صرف اعتماد کا اظہار کیا بلکہ اس طریقہ کار کی تعریف کی چنانچہ روزنامہ جنگ نے اپنے ۷ ستمبر کی اشاعت کے اداریہ میں لکھا:

"قومی اسمبلی کی اس کمیٹی نے قادیانی مسئلہ کو جانچنے پرکھنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اس مقصد کے لئے طویل اور مسلسل اجلاس ہوتے رہے ان میں قادیانی فرقے کے سربراہ پر بھی تفصیلی جرح کی گئی۔ کمیٹی کی کارکردگی اور اس کی کارروائیوں پر حزب اختلاف کے اراکین کو کھل کر اپنی رائے دینے کا موقع ملا بلکہ حزب اقتدار سے تعلق رکھنے والے اراکین کو بھی اپنے ضمیر و اعتقاد کے مطابق رائے دینے کی پوری آزادی دی گئی۔"

(تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء، صفحہ ۲۲۸،۲۱)

اس لئے یہ کہنا یا تاثر دینا کہ زبردستی دباؤ ڈال کر فیصلہ کیا گیا بالکل غلط ہوگا کیونکہ مکمل غور و خوض کے بعد اور ہر پہلو کا جائزہ لے کر یہ فیصلہ کیا گیا۔

ہ: یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ ایک قوم قرار دینے کا مطالبہ ۱۹۷۴ء کی تحریک میں ہی پہلی مرتبہ نہیں کیا گیا بلکہ ہمیشہ سے مسلمانوں کا یہ مطالبہ رہا ہے کہ قادیانی علیحدہ امت اور علیحدہ قوم ہے اس کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہم دیکھتے ہیں کہ سب سے پہلے یہ مطالبہ علامہ اقبال مرحوم نے کیا تھا، علامہ اقبال کو

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کے فیضانِ صحبت نے قادیانیوں کے خلاف ایک شعلہ جوالہ بنا دیا تھا، فتنۂ قادیانیت کی سنگینی نے ان کو بے چین کر رکھا تھا اور وہ اس فتنہ کو اسلام کے لئے مہلک اور وحدت ملت کے لئے مہیب خطرہ تصور کرتے تھے۔ ان کی تقریر و تحریر میں قادیانی ٹولے کو "غداران اسلام" اور "باغیان محمدؐ" سے یاد کیا جاتا تھا، علامہ اقبال نے قادیانیوں کو بھی اور اس وقت کی حکومت کو درج ذیل مشورہ دیا تھا۔

"میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں، یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کر لیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہوتا کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔" (حرف اقبال ص: ۱۳۷)

"میرے خیال میں قادیانی، حکومت سے کبھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے، ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ منظور نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے، کیونکہ وہ ابھی اس قابل نہیں کہ چوتھی جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کی برائے نام اکثریت کو ضرب پہنچا سکے۔ حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے علیحدگی کے مطالبہ کا انتظار نہ کیا؛ اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبہ کے لئے کیوں انتظار کر رہی ہے؟" (حرف اقبال ص: ۱۴۸)

علامہ اقبال کے اس مطالبہ کے بعد مجلس احرار نے اس کو اپنا مستقل مشن بنالیا، مجلس احرار کے راہنما اپنی تقریروں میں مرزا غلام احمد اور مرزائی جماعت کی کفریات کو پیش کرتے، انہیں مسلمانوں سے جداگانہ اقلیت قرار دینے کا مطالبہ تقریباً ہر جلسہ میں کیا جاتا، ارباب اقتدار نے ۱۹۷۴ء کی تحریک سے پہلے اگرچہ کبھی بھی اس مطالبہ کو درخور اعتنا نہ سمجھا مگر بار بار یہ مطالبہ دہرانے کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ مطالبہ راسخ ہوتا چلا گیا اور جب تحریک چلی تو پوری قوم نے اس مطالبہ کی حمایت میں آواز بلند کی اور اس مطالبہ کو منوا کر ہی دم لیا۔

اسی طرح جس عدالت میں بھی قادیانیوں کا مسئلہ پیش ہوا تو ہر طرح کے دلائل اور شہادتیں سننے کے بعد ہر عدالت اسی نتیجہ پر پہنچی کہ قادیانیت اسلام سے علیحدہ ایک مذہب ہے اور قادیانیوں کا مسلمانوں اور اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

اور صرف یہی نہیں کہ مسلمان انہیں علیحدہ ایک قوم سمجھتے رہے اور ان کی علیحدہ حیثیت کا مطالبہ کرتے رہے بلکہ خود قادیانی بھی اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ ایک قوم سمجھتے ہیں اور وہ تمام مسلمانوں کو جو مرزا غلام احمد کو نہیں مانتے اپنے سے علیحدہ سمجھتے ہیں اور انہیں کافر قرار دیتے ہیں اور یہ کہ ان سے تعلق رکھنا ان میں شادی بیاہ کرنا، ان کے ساتھ نماز پڑھنا، ان کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں سمجھتے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد کا بیٹا مرزا محمود اپنی ایک تقریر میں کہتا ہے:

"حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ ان کا (یعنی مسلمانوں) کا اسلام اور ہے ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور، ہمارا حج اور ہے اور ان کا اور، اسی طرح ہر بات میں ان سے اختلاف ہے۔"

"یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔"

(خطبہ مرزا محمود، الفضل قادیان، جلد ۱۹ صفحہ ۱۳)

اور مرزا بشیر اپنی کتاب کلمۃ الفصل کے صفحہ ۱۶۹ پر لکھتا ہے:

"غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا، اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں، ایک دینی، دوسرے دنیوی۔ دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے..... اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔"

اور خود قادیانیوں نے غیر منقسم ہندوستان میں اپنے آپ کو سیاسی طور پر بھی مسلمانوں سے الگ ایک مستقل اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا تھا۔ مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

"میں نے اپنے نمائندے کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جائیں جس پر اس افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ ہو، اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کئے گئے ہیں، اسی طرح ہمارے بھی کئے جائیں۔ تم ایک پارسی پیش کر دو، اس کے مقابلے میں دو دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا۔" (مرزا بشیر الدین محمود کا بیان مندرجہ "الفضل" ۱۳ نومبر ۱۹۴۶ء)

ں سے مسلمان یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب تھے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور علماء کرام کی محنت رنگ لائی اور وہ اپنا مطالبہ حکومت سے منوانے اور قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے میں کامیاب ہوئے۔

قادیانی فتنہ چوں کہ ہندوپاک میں اٹھا اور وہیں پروان چڑھا اس لئے اس کی سرکوبی کو وہاں کے علماء زیادہ سمجھتے ہیں اس لئے اس کانفرنس کی تیاری کے لئے پاکستان سے مبلغین ختم نبوت، کانفرنس کے انعقاد سے دو ماہ قبل ہی انگلینڈ پہنچ جاتے ہیں اور شہر شہر جاکر وہاں کی مساجد میں اس فتنہ کی سرکوبی، مرزا کے کفریہ عقائد اور قادیانیوں کے مکروفریب اور سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دینے کی سازشوں سے آگاہ کرتے ہیں اور کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔ مقامی علماء و خطباء خصوصاً عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علمائے برطانیہ کے ذمہ داران و کارکنان ان مبلغین کے ساتھ بھرپور تعاون کرتے ہیں اور خود بھی مسلمانوں کو اس کانفرنس میں شرکت کی دعوت دینے کے لئے بھرپور محنت اور جدوجہد کرتے ہیں۔

کانفرنس کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ برطانیہ کے علاوہ بیلجیم و جرمنی اور دیگر یورپی ممالک کے علماء بھی کثیر تعداد میں شرکت کر کے کانفرنس سے خطاب کرتے ہیں، جبکہ ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش کے علماء بھی کثیر تعداد میں شریک ہو کر کانفرنس کی سرپرستی فرماتے ہیں۔

چونکہ یہ کانفرنس برمنگھم میں بیلگریو روڈ پر واقع سینٹرل مسجد میں ہوتی ہے اس لئے وہاں کے مسلمان اس کانفرنس کے میزبان ہوتے ہیں اور وہ میزبانی کا خوب حق ادا کرتے ہیں۔ نیز اس کانفرنس کی تیاری اور اس کے انعقاد کے لئے بھی بھرپور محنت کرتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اس سالانہ کانفرنس کی دو نشستیں منعقد ہوتی ہیں۔ پہلی نشست صبح دس بجے سے ایک بجے تک جبکہ دوسری نشست ظہر کے بعد دو بجے سے سات بجے تک منعقد ہوتی ہے۔

پاکستان سے اس کانفرنس میں قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن صاحب، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیران مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، جامعہ اشرفیہ لاہور کے نائب مہتمم مولانا فضل الرحیم صاحب، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عالمی مبلغ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب، انگلینڈ کے مبلغ مفتی محمود الحسن صاحب، اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے نائب مدیر مفتی خالد محمود صاحب، اقرأ قرآن اکیڈمی کے چیئرمین قاری محمد ایوب صاحب اور دیگر علماء کرام خطاب کریں گے۔

☆☆ ☆☆

فیصل ®
معجون قوت دماغ زعفرانی

پاکستان بھر میں
بذریعہ ڈاک
فری
ہوم ڈلیوری
0314-3085577
Rs.: 1200/-
Wgt.:600gm

- ذہنی و جسمانی دباؤ، تھکاوٹ، بے خوابی، نسیان اور اعصابی کمزوری کا اکسیر علاج
- چہرے کی شادابی، حافظہ کی کمزوری، نظر کی بہتری کے لئے بہترین ٹانک
- معدہ و جگر کی کمزوری اور گرمی کا بہترین علاج
- ہر عمر کی خواتین و حضرات کے لئے یکساں مفید
- نظام ہضم کی درستگی اور پیدائش خون کے لئے موثر علاج
- شوگر اور بلڈ پریشر کے مریضوں کے لئے انمول تحفہ

Faisal Foods
Star Plaza
D-Ground Faisalabad
0314-3085577
فیصل FOODS

حج بدل

مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

حج بدل کی تعریف:

کسی دوسرے شخص کی طرف سے حج کرنے کو حج بدل کہتے ہیں۔

آمر اور مامور کی تشریح:

حج بدل کے احکام میں دو لفظ بکثرت استعمال ہوں گے ایک "آمر" دوسرے "مامور" ان کے معنی ذہن نشین کر لیجئے!

جو شخص کسی دوسرے شخص کے ذریعہ حج کرائے اس کو آمر کہتے ہیں..... اور جس کے ذریعہ حج کرائے اس کو مامور کہتے ہیں۔

حج بدل کے فضائل اور ثواب

تین جنتی:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ (حج بدل میں) ایک حج کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں:

ایک مرنے والا (جس کی طرف سے حج بدل کیا جا رہا ہے)۔

دوسرا حج کرنے والا۔

تیسرا وہ شخص (یعنی وارث وغیرہ) جو حج کرا رہا ہے (یعنی حج بدل کے لئے روپیہ دے رہا ہے)۔ (کنز العمال)

چار شخصوں کو ثواب:

ایک حدیث میں ہے کہ کسی دوسرے شخص کی طرف سے حج کرنے میں چار شخصوں کو ثواب ملتا ہے:

۱ ...... وصیت کرنے والے کو۔

۲ ...... دوسرے اس کو جو اس وصیت کو لکھے۔

۳ ...... روپیہ خرچ کرنے والے کو۔

۴ ...... حج کرنے والے کو۔ (کنز العمال)

حج بدل کرنے والے کو حج کا ثواب:

ایک روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی کی طرف سے حج کرے، اس حج کرنے والے کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا اس کو ملتا ہے جس کی طرف سے حج کیا جاتا ہے۔

(جامع الاحادیث للسیوطی ج ۲ ص ۱۲۴)

والدین کی طرف سے حج بدل کرنا:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص اپنے والدین کی طرف سے ان کے انتقال کے بعد حج کرے، اس کے لئے جہنم کی آگ سے نجات ہے اور والدین کے لئے پورا حج لکھا جاتا ہے، ان کے ثواب میں کچھ کمی نہیں آتی ...... اور اپنے کسی قریبی عزیز و رشتہ دار کے لئے اس سے بڑھ کر صلہ رحمی نہیں ہو سکتی کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی طرف سے حج کر کے اس کی قبر میں پہنچائے۔ (کنز العمال)

ایک صحابی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری ہمشیرہ نے حج کی منت مانی تھی، اب اس کا انتقال ہو چکا ہے، کیا کرنا چاہئے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس کے ذمہ کسی کا قرض ہوتا تو تم ادا کرتے یا نہ؟ انہوں نے عرض کیا (ضرور) ادا کرتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا قرض ہے اس کو ادا کرو۔ (مشکوٰۃ)

حج بدل کا ثواب دس حج کے برابر:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے ماں باپ کے لئے حج کیا اس کو دس حج کا ثواب ملے گا۔ (غنیۃ الناسک بحوالہ کبیر و حاشیہ ابن عابدین ایضاً، وسنن دارقطنی ج ۲ ص ۳۰۰)

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے میت کی طرف سے حج کیا تو میت کے لئے ایک حج لکھا جائیگا اور حج کرنے والے کے لئے سات حج ہوں گے۔ (غنیۃ الناسک)

حج بدل کی دو قسمیں:

حج بدل کبھی نفل کرایا جاتا ہے اور کبھی فرض، پھر نفل حج بدل کرنے والا کبھی اپنے مال سے احسان اور تبرع کے طور پر خود کرتا ہے، کبھی دوسرے کے ذریعہ کرواتا ہے، ان سب کا حکم الگ الگ ہے۔

نفل حج بدل:

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی طرف سے نفل حج اپنے مال سے احسان اور تبرع کے طور پر خود کرے جیسے اولاد والدین کی طرف سے، شاگرد استاد کی طرف سے اور مرید اپنے شیخ کی طرف سے تو اس میں صرف یہ شرط ہے کہ حج نفل کرنے والا مسلمان ہو، عقلمند ہو پاگل نہ ہو، بالغ ہو اگر بالغ نہ ہو تو کم از کم تمیز ہو یعنی اس میں اتنی تمیز اور صلاحیت ہو کہ حج کے افعال پوری طرح سمجھ کر ادا کر سکتا ہو، اس کے علاوہ کوئی شرط نہیں ہے۔ ہر طرح جائز اور درست ہے۔

نفل حج بدل کی دوسری صورت:

نفل حج بدل کی دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص آمر (حج کرنے والے) کے مال سے نفلی حج

کرے، اس صورت میں حج فرض کی پہلی تین شرطیں جو آمر کی ذات سے متعلق ہیں وہ باقی نہ رہیں گی، اور وہ یہ ہیں۔

(۱) جو شخص حج کرائے اس پر حج فرض ہونا۔

(۲) خود حج کرنے سے عاجز ہونا۔

(۳) موت تک عاجز رہنا۔

ان تین شرطوں کے علاوہ باقی شرائط بدستور رہیں گی، جن کی پوری تفصیل آگے "فرض حج بدل" میں آرہی ہے۔ (غنیۃ الناسک، جواہر الفقہ)

فرض حج بدل:

جس شخص پر حج فرض ہوگیا ہو پھر وہ خود حج کرنے سے معذور ہوگیا، اس پر فرض ہے کہ اپنی طرف سے کسی کو بھیج کر حج بدل کرائے یا یہ وصیت کرے کہ "میرے مرنے کے بعد میری طرف سے میرا حج فرض کرایا جائے" اس وصیت کے بعد اس شخص کے انتقال کے بعد اس کے ورثاء پر واجب ہوگا کہ مرحوم کی طرف سے حج بدل کرائیں۔

فرض حج بدل کی شرائط:

فرض حج بدل کرانے کے لئے بیس شرطیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

پہلی شرط: آمر اور مامور دونوں مسلمان ہوں۔

دوسری شرط: آمر اور مامور دونوں عقلمند ہوں، پاگل نہ ہوں۔

تیسری شرط: مامور اگر نابالغ ہو تو اتنا سمجھدار ہو کہ احکام حج ادا کرنے اور سفر کے انتظام کی سمجھ اور تمیز رکھتا ہو۔ (غنیۃ الناسک، جواہر الفقہ، معلم الحجاج)

چوتھی شرط: جس کی طرف سے حج بدل کیا جارہا ہے حج بدل کراتے وقت اس پر حج فرض ہو چکا ہو، لہٰذا اگر اس وقت اس پر حج فرض نہ ہوا ہو اور اپنی طرف سے حج بدل کرادیا تو یہ نفلی حج ہوگا، اگر اس کے بعد حج کی استطاعت ہوجائے تو حج فرض ہوجائیگا، اب دوبارہ حج خود کرنا پڑے گا خود نہ کرسکے تو حج بدل دوبارہ کرانا پڑے گا۔

پانچویں شرط: خود حج کرنے سے عاجز ہونا، اور عاجز ہونے کی صورتیں یہ ہیں

کسی نے اس کو قید کرلیا یا زبردستی مکہ مکرمہ جانے سے روک دیا اور موت تک یہ عذر قائم رہا۔ یا

کوئی ایسا مرض پیش آگیا جس سے صحت کی امید نہیں، مثلاً اپاہج یا نابینا یا لنگڑا ہوگیا یا بڑھاپے کا ضعف ایسا ہوگیا کہ خود سواری پر سوار نہیں ہوسکتا۔ یا

راستہ مامون نہیں رہا، سفر کرتے میں جان و مال کے ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہو۔ یا

عورت کو اپنی زندگی کے آخر تک کوئی محرم نہ ملے۔

چھٹی شرط: جن اعذار کی وجہ سے خود حج کرنے سے عاجز ہوا ہے ان اعذار کا موت تک باقی رہنا، چنانچہ کسی معذور کا حج بدل کرادینے کے بعد اگر عذر ختم ہوگیا اور خود حج کرنے کی قدرت حاصل ہوگئی مثلاً بیمار تھا صحت ہوگئی، عورت کو محرم مل گیا تو حج بدل معتبر نہ ہوگا، دوبارہ خود حج کرنا ضروری ہوگا، اور جو پہلے حج کرایا ہے وہ نفلی حج ہوجائیگا۔

ساتویں شرط: دوسرے شخص کو اپنی طرف سے حج بدل کرنے کا حکم کرنا یا کم از کم اجازت دینا، اور اگر آمر انتقال کرگیا ہو اور حج کرانے کی وصیت کرگیا ہو تو وصی یا وارث کا حکم کرنا شرط ہے، لہٰذا اگر اس کے یا اس کے انتقال کی صورت میں وارث کے حکم یا اجازت کے بغیر کسی شخص نے اس کی طرف سے حج بدل کردیا تو اس کا فرض ادا نہ ہوگا۔

آٹھویں شرط: یہ ہے کہ جس شخص کی طرف سے حج بدل کیا جارہا ہے مصارف سفر میں اس کا مال خرچ کرے، اگر سارا مال اس کی طرف سے نہ ہو تو اکثر مال ہونا بھی کافی ہے، لہٰذا اگر سارا یا اکثر مال اس شخص کا نہ ہو جس کی طرف سے حج بدل کیا جارہا ہے تو فرض حج بدل ادا نہ ہوگا۔

نویں شرط: احرام باندھتے وقت آمر یعنی حج کرانے والے کی طرف سے حج کی نیت کرنا، اور بہتر ہے کہ زبان سے یہ الفاظ کہے کہ "میں فلاں کی طرف سے حج کی نیت کرتا ہوں" اور پھر تلبیہ کہے، اگر احرام باندھتے وقت نیت نہیں کی تو افعال حج شروع کرنے سے پہلے پہلے نیت کرلے تب بھی حج بدل درست ہوجائے گا۔

دسویں شرط: صرف ایک شخص کی طرف سے احرام باندھنا، یعنی ایسا نہ کرے کہ دو آدمیوں کے حج بدل کی نیت کرے اور دونوں کے لئے احرام باندھے۔

گیارہویں شرط: صرف ایک حج کا احرام باندھنا یک وقت دو حج کا احرام نہ باندھے یعنی ایسا نہ کرے کہ ایک حج کا آمر کی طرف سے احرام باندھے اور دوسرا اپنی طرف سے حج کا احرام باندھے۔

بارہویں شرط: آمر نے اگر حج بدل کی وصیت میں کسی خاص شخص کو متعین کرکے کہہ دیا ہو کہ "اس کے سوا میرا حج بدل کوئی اور نہ کرے" تو اسی شخص سے حج کرانا، کسی دوسرے سے اس کا حج بدل کرانا جائز نہیں، اور اگر معین تو کیا مگر دوسرے کی نفی نہیں کی یعنی صرف اتنا کہہ دیا کہ "میرا حج بدل فلاں سے کرادیں" اس صورت میں بہتر تو یہی ہے کہ اس معین شخص سے حج کرائیں، ہاں اگر وہ انکار کردے یا کسی وجہ سے معذور ہوجائے تو دوسرے سے کراسکتے ہیں، اس کے انکار اور معذوری کے بغیر بھی اگر کسی اور کو بھیج دیا جائے تو حج فرض آمر کا ادا ہوجائیگا۔

تیرہویں شرط: مامور خود ہی حج بدل کرے، آمر کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے سے حج کرانا جائز نہیں، چنانچہ اگر آمر کی اجازت کے بغیر کسی اور کو بھیجا تو وہ حج مامور کا کہلائیگا آمر کا نہیں۔

چودھویں شرط: آمر کے وطن سے سفر حج شروع کیا جائے اگر ایک تہائی مال میں گنجائش ہو ورنہ میقات سے پہلے جہاں سے ہوسکے وہاں سے بھیجے۔ وہیں سے حج بدل کرانے سے بھی حج ادا ہو جائے گا۔

پندرھویں شرط: مامور سواری پر حج کرے پیدل نہ کرے، لہٰذا اگر پیدل حج کیا تو آمر کا حج فرض ادا نہ ہوگا، البتہ اس میں سفر کا اکثر حصہ بھی سواری پر کرنا کافی ہے، اگر تھوڑا حصہ پیدل بھی طے کر لیا تو کوئی حرج نہیں۔

سولہویں شرط: آمر نے حج یا عمرہ جس کا حکم کیا تھا اسی کے لئے سفر کرے، لہٰذا اگر حج کا حکم کیا تھا لیکن مامور نے پہلے عمرہ کر لیا اور پھر حج کیا تو آمر کا حج بدل ادا نہ ہوگا۔ (اس کی مزید تفصیل "حج بدل میں حج قران یا تمتع کرنے کا حکم" کے تحت آرہی ہے)

سترھویں شرط: آمر کے میقات سے احرام باندھنا یعنی اس کے وطن سے مکہ مکرمہ جاتے ہوئے جو میقات آتا ہے اس سے حج بدل کا احرام باندھے۔

اٹھارویں شرط: مامور آمر کی مخالفت نہ کرے یعنی آمر نے حج افراد کرنے کے لئے کہا تھا لیکن مامور نے حج تمتع کیا تو مخالفت ہوگی اور آمر کا حج ادا نہ ہوگا، اسی طرح حج قران بھی آمر کی اجازت کے بغیر کیا تو جائز نہ ہوگا البتہ اجازت سے حج قران کرنا جائز ہے، حج تمتع آمر کی اجازت سے کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کی تفصیل "حج بدل میں حج قران یا تمتع کرنے کا حکم" کے تحت آرہی ہے۔

انیسویں شرط: مامور حج کو فاسد نہ کرے۔ فاسد کرنے کی صورت یہ ہے کہ وقوف عرفہ سے پہلے جماع کر لے، چنانچہ اگر مامور نے حج فاسد کر دیا تو آمر کا حج ادا نہیں ہوگا اور مامور پر واجب ہوگا کہ آمر نے جتنی رقم حج بدل کے لئے دی تھی وہ واپس کرے اور آئندہ سال اپنے مال سے حج کی قضاء کرے، یہ قضاء بھی اسی مامور کی طرف سے ہوگی آمر کی طرف سے نہیں ہوگی، آمر کو اپنا حج بدل الگ سے کرانا ہوگا۔

بیسویں شرط: مامور حج کو فوت نہ کرے، فوت کرنے کی صورت یہ ہے کہ احرام کے باوجود وقوف عرفہ نہ کرے اس صورت میں بھی آمر کا حج ادا نہیں ہوگا اور مامور پر واجب ہوگا کہ آمر نے جتنی رقم حج بدل کے لئے دی تھی وہ واپس کرے اور آئندہ سال اپنے مال سے حج کی قضاء کرے، یہ قضاء بھی اسی مامور کی طرف سے ہوگی آمر کی طرف سے نہیں ہوگی آمر کو اپنا حج بدل الگ سے کرانا ہوگا۔

مالی استطاعت کے بعد حج کا زمانہ آنے سے پہلے انتقال ہو جانے کا حکم:

اگر حج کی مالی استطاعت حاصل ہو جانے کے بعد زمانۂ حج آنے سے پہلے انتقال ہو گیا تو وصیت کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ حج اس کے ذمہ سے ساقط ہو گیا، اسی طرح اگر یہ شخص جس سال حج فرض ہوا تھا اسی سال حج کے لئے روانہ ہو گیا، پھر افعال حج ادا کرنے سے پہلے فوت ہو گیا تو اس کے ذمہ سے بھی حج ساقط ہو گیا وصیت کی ضرورت نہیں۔ ([illegible])

حج بدل کے لئے معاوضہ لینے کا حکم:

مسئلہ: حج بدل کرنے پر کوئی معاوضہ لینا جائز نہیں ہے، چنانچہ اگر باقاعدہ معاوضہ طے کر کے حج بدل کرایا تو لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہوں گے البتہ آمر کا حج بدل ادا ہو جائے گا بشرطیکہ مامور مذکورہ شرائط کے مطابق آمر کی طرف سے حج بدل کرے۔

(جاری ہے)

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

لندن، برطانیہ (پ ر) عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور اس عقیدہ کا انکار اسلام کا انکار ہے۔ قرآن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی قرار دیتا ہے جبکہ دو سو سے زائد احادیث مبارکہ اس عقیدہ کے اثبات پر شاہد ہیں۔ ان خیالات کا اظہار حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مسجد المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں۔ دینی مدارس کے نصاب میں تبدیلی کی بجائے مسلم امہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اعلیٰ دینی تعلیم کا نصاب متعارف کروائے تاکہ ان عصری تعلیم گاہوں سے فارغ التحصیل طلباء اسلامی تعلیمات پر مکمل عبور رکھنے والے اسکالر بن سکیں۔ انہوں نے برطانیہ کے مسلمانوں سے [illegible] ستمبر بروز اتوار کو برمنگھم میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی اپیل کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شیخ ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا نے مسجد المبارک کے خطبہ میں فرمایا کہ دنیا کا کوئی مذہب اسلام سے زیادہ امن و آشتی کا داعی نہیں۔ دہشت گردی کے اسباب و عوامل کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام نے کبھی دہشت گردی کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ انہوں نے کہا کہ منکرین ختم نبوت مغربی ممالک میں مسلمانوں کے خلاف مذموم پروپیگنڈے میں مصروف ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن حضرت مولانا مفتی خالد محمود نے نماز جمعہ کے مجمع کثیر سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت امام مہدی کی شخصیت محض ایک مفروضہ نہیں اور نہ ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق نزول مسیح کے موقع پر حضرت امام مہدی مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے۔ مرزا غلام احمد کا دعویٰ مہدویت ان علامات کی روشنی میں غلط ثابت ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے علمائے کرام کا ساتھ دینا چاہئے۔ قادیانیوں سے ہماری ذاتی دشمنی نہیں ہے بلکہ اسلام اور قادیانیت کا اختلاف ایک اصولی اختلاف ہے جس کی جڑیں بہت گہری ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے علمائے کرام یہاں آکر اپنے مسلمان بھائیوں کو منکرین ختم نبوت کے دجل و فریب سے آگاہ کرتے ہیں اور ان کے عقائد و نظریات کا پردہ چاک کرتے ہیں۔

ایک ہفتہ

حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں!

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

قسط ۲۲

پہلا تبلیغی اجتماع

میوات میں مکاتب کا اجراء، مدارس کا قیام، مساجد کا قیام اور آبادی کا جال بچھایا جا چکا۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کا دورہ میوات بھی ہوا۔ تو اب مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ تبلیغ کے کام کے عزم کے درجہ پر فائز ہو چکے تھے۔ چنانچہ ”پہلا تبلیغی اجتماع“ ۲۹؍اپریل ۱۹۳۰ء کو سہارنپور میں طے کیا۔ پانچ، چھ دن مسلسل مشوروں کے بعد تبلیغ کے اصول مبلغین کے اوصاف، امیر جماعت اور گشت وغیرہ طے کئے۔ اس اجتماع میں خصوصیت سے مظاہر علوم سہارنپور کے اساتذہ کو تبلیغ کے کام کے لئے بارش کا پہلا قطرہ بننے کی دعوت دی گئی۔ چنانچہ ۲۸؍اپریل ۱۹۳۰ء کو مظاہر العلوم کا سالانہ اجلاس ختم ہوا۔ ۲۹؍اپریل کو اکابر مدرسین کو جمع کر کے مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے ضرورت تبلیغ پر مبسوط تقریر فرمائی۔ اسی روز افتتاح ہو کر کام کا آغاز ہو گیا۔ چنانچہ سہارنپور کے محلہ نیا بانس میں مغرب کی نماز مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ ناظم جامعہ مظاہر العلوم، مولانا عبدالرحمن کامل پوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد زکریا قدوسی گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا اسعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالشکور رحمۃ اللہ علیہ علاقہ چھچھ اٹک، مولانا محمد منظور سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں اسی محلہ نیا بانس میں ادا کی۔ لوگوں کو جمع کیا۔ تنے بڑے حضرات اکابر علماء کرام کا پہلی تبلیغی جماعت میں نکلنا۔ رب کریم کی رحمت کو متوجہ کرنے کا وسیلہ بنا۔

نماز مغرب کے بعد مبلغین محلوں کے لئے تجویز ہوئے۔ ملا احمد جان، حبیب احمد حاجی نور، حافظ محمد اسماعیل، حافظ محمد صدیق صاحب کے نام لکھوائے کہ وہ نمازوں کے لئے لوگوں کو اکٹھا کریں گے۔ مغرب و فجر میں بطور خاص بلانے کا اہتمام کریں گے۔ جامع مسجد کبیر میں اگلے دن، مسجد تیلیاں، محلہ ٹھٹھریاں، محلہ بنجاراں میں تو خود مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے پھر پھر کر علماء کے ہمراہ تبلیغ کے پودے کو لگایا۔

پہلے اجتماع میں جو تبلیغ کے پندرہ اصول مقرر ہوئے۔ انہیں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ نے قلم بند کیا۔ بعد میں ان کو چھ نمبروں میں سمو دیا گیا۔ مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۳۳ء میں بھی حج کیا۔ اس سفر سے واپسی پر آپ نے تسلسل کے ساتھ جماعتوں کو مختلف علاقوں میں بھیجنا شروع کیا۔ اب سہارنپور میں کام کے آغاز کے بعد باہر جو جماعتیں بھیجی گئیں۔ پہلی جماعت کاندھلہ میں حافظ مقبول حسین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گئی۔ دوسری جماعت رائے پور میں حافظ محمد داؤد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گئی۔ اس موقع پر ہی اہل میوات کے لئے ”پنج گوشہ“ پروگرام بنایا۔ ہر وہ شخص جو تبلیغ کے کام سے جڑے وہ کم از کم اپنے علاقہ کے پنج کوس کے ایریا میں تبلیغ کا کام کرے۔ گشت کریں۔ لوگوں کو تبلیغ کے لئے نکالیں۔ جو نکلیں ان کو کلمے، نماز یاد کرائی جائیں۔ نماز، وضو کے لئے ضروری مسائل سکھلائے جائیں۔ ۱۹۳۸ء میں آپ نے آخری حج کیا۔

غرض سفر و حضر میں حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کو تبلیغ کے کام کی فکر رہتی تھی۔ آپ نے چھوٹے بڑے کئی اجتماع اس عرصہ میں کرڈالے۔ تبلیغ کے لئے جماعتوں کو نکالنا، گشت کے وغیرہ کے معمولات صبح و شام محلہ محلہ، مسجد مسجد، قریہ قریہ، شہر شہر، عالم عالم، جو محنت اس وقت نظر آرہی ہے یہ اکیلے حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اخلاص ہے۔ جس نے پوری دنیا کو تبلیغ کے کام کے لئے کھڑا کر دیا۔ آپ کے دعا گو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ تھے اور آپ کے مشیر کار آپ کے بھتیجا حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مشیر کار شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قلم سے تبلیغ کے میدان میں علمی خزانہ لا کر ”فضائل اعمال“ کے نام پر چہار دانگ عالم میں عام کر دیا۔ آج ہر سمت جو بہاریں نظر آتی ہیں یہ ہمارے حضرت مخدوم

مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض ہے۔ مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ رب العزت کی عنایات بے پایاں کا تصور کیجئے۔ آپ اپنے ایک مکتوب گرامی میں مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر کرتے ہیں کہ فلاں فلاں دو گاؤں میں جانا ہوا۔

"ان دونوں جگہوں میں تمام لوگ دیوبندیت کے نہایت مخالف اور نہایت برے خیالات ہم سے لئے ہوئے ملے۔ لیکن ان سفروں میں نیبی، ازلی، سرمدی، قدسی، مدد اور برکت و نگیری ایسی شامل حال ہوئی ہے کہ جس سے حیرت اور عجب کیفیت رہتی ہے۔ خدا کی عجیب قدرت ہے کہ حق تعالیٰ شانہ قلوب کو نرم ہونے کی عجیب تاثیر پیدا فرماتے ہیں۔ یہ لوگ وہاں جانے سے پہلے ستانے اور پرخاش پر مشتعل تھے۔ لیکن پہنچنے پر سب لوگ بیعت ہوگئے اور مقاصد میں کوشش کرنے کے لئے تیار"

(مولانا انعام الحسن ج ا ص ۵۰)

حضرت رحمۃ اللہ علیہ تبلیغ کے کام کے لئے اہل مدارس کو متوجہ کرنے کے اقدامات کرتے رہے۔ مدرسہ امینیہ تشریف لے گئے۔ دارالعلوم دیوبند حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کو خطوط اور وفود کے ذریعہ متوجہ فرمایا۔ ندوۃ العلماء مظاہر علوم سے تو حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الحدیث آپ کے ہمراہ رہے۔ ۲۹ مارچ ۱۹۴۴ء کو نظام الدین میں مشورہ ہوا۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری، مولانا محمد زکریا کاندھلوی، مولانا عبداللطیف، قاری سعید مظاہر العلوم، مولانا قاری محمد طیب، مولانا اعزاز علی دیوبند، مولانا مفتی کفایت اللہ مدرسہ امینیہ، مولانا محمد شفیع مدرسہ عبدالرب دہلی، مولانا سجاد صاحب جمع ہوئے۔ اس اجلاس میں طے ہوا کہ دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم سے دس دس طلبا ماہ دو دو ماہ تبلیغ کی جماعتیں نکالی جائیں۔

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند میں دورہ حدیث شریف والے سال ۱۹۴۱ء کو نظام الدین میں حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ بانی تبلیغ سے ملنے کے لئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ علماء تبلیغ کے اس کام میں جڑیں۔ ورنہ عوام کے جڑنے اور علماء کے نہ جڑنے سے مفاسد پیدا ہوں گے۔ چنانچہ آج بھی اللہ کا فضل ہے کہ علماء و عوام حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی سے برابر تبلیغ کے میدان میں نظر آتے ہیں۔ ۲۱ رجب ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۳ جولائی ۱۹۴۴ء صبح اذان سے قبل آپ نے وصال فرمایا۔ وصال سے قبل آپ کے جانشین کے طور پر آپ کے صاحبزادہ مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ ہوگیا تھا۔ بہت بڑا اجتماع ہوگیا۔ مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا بیان جاری رہا۔ مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی کفایت اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لوگوں کو صبر کی تلقین فرمائی۔

ظہر کے بعد نماز جنازہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔ والد مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ، بھائی مولانا محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں اس حجرہ میں مدفون ہوئے۔ جہاں وفات کے ستر سال بعد (۱۹۴۴ تا ۲۰۱۴ء) فقیر نے کھڑے ہوکر ایصال ثواب کی سعادت حاصل کی

مولانا محمد یوسف کاندھلوی ؒ کے مختصر حالات:

مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، یہ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ اور آپ کے جانشین ہیں۔ تبلیغی جماعت کے دوسرے سربراہ یعنی حضرت جی ثانی ہیں۔ مولانا محمد یوسف کی پیدائش ۲۵ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۱۷ء کو کاندھلہ میں ہوئی۔ عمر کے دسویں سال حافظ قرآن بن گئے تھے۔ یہ حفظ قرآن انہوں نے والد اور والدہ کے پاس کیا۔ ابتدائی عربی کتب والد صاحب سے پڑھیں۔ مشق اور تجوید قاری معین الدین آروی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۵۱ھ میں حج پر تشریف لے گئے تو مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو سہارنپور مظاہر علوم میں بھیج دیا تھا۔ یہاں آپ نے ہدایہ اولین، میبذی، قطبی اور دیگر کتب مولانا محمد زکریا قدوسی گنگوہی، مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی، مولانا محمد صدیق اور مولانا عبدالشکور کیمپلپوری سے پڑھیں۔ مشکوٰۃ شریف اور دیگر کتب اگلے سال اپنے والد صاحب سے پڑھتے رہے۔ جنوری ۱۹۳۶ء سے مدرسہ مظاہر العلوم میں دورہ حدیث شریف کے لئے داخل ہوئے

(بخاری ج ا/ابوداؤد)

بخاری جلد اول اور ابوداؤد حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے، بخاری جلد دوم مولانا عبداللطیف، مسلم و نسائی مولانا منظور احمد خان رحمۃ اللہ علیہ، ترمذی طحاوی حضرت عبدالرحمٰن کامل پوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے ہمدرس تھے۔ مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیمار ہونے پر اختتام سال سے قبل دہلی آگئے۔ مذکورہ کتب کا بقیہ، نیز ابن ماجہ، نسائی، طحاوی، معانی آثار اور مستدرک حاکم بھی مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی سے پڑھیں۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی سے مولانا محمد یوسف صاحب کا نکاح ۷ اپریل ۱۹۳۵ء کو شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھایا۔ ۳ جون ۱۹۳۶ء کو رخصتی ہوئی۔ اسی اہلیہ سے مولانا محمد ہارون رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ شادی کے تیرہ سال بعد ۱۵ ستمبر ۱۹۴۷ء کو بحالت سجدہ آپ کی اہلیہ کا وصال ہوا۔ ۸ فروری ۱۹۵۰ء کو حضرت شیخ الحدیث کی دوسری صاحبزادی سے آپ کا نکاح حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھایا۔

مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ سے بمشورہ و بحکم حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ بیعت ہوئے۔ پھر خلافت ملی۔ جانشین بنے۔ مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی پہلی تقریر قصبہ نوح، دوسری تقریر موضوع کنہالی میں تبلیغ کے بانی اور اپنے والد گرامی کی موجودگی میں ہوئیں۔ جنوری ۱۹۴۳ء میں میوات میں ایک چلہ بھی لگایا۔ اس کے بعد مئی میں کراچی اور سندھ میں مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ لگایا۔ مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے آخری دنوں میں مولانا عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ظفر احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ سے مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تبلیغ کا امیر ثانی اور مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کا جانشین مقرر کیا گیا۔

تبلیغی جماعت کے امیر ثانی:

مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کا عمامہ مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر باندھا اور برابر میں بیٹھ کر لوگوں کو بیعت کرائی اور پھر مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کرایا۔ جہاں ہزاروں کا اجتماع جنازہ کے لئے سراپا انتظار تھا۔ چنانچہ بعد میں مرکز سے تمام جماعتوں کو خط کے ذریعہ امیر ثانی مقرر ہو جانے کی اطلاع کی گئی۔

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سرپرستی کا حق ادا کر دیا۔ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی برابر متوجہ رہے۔ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا چار پانچ ماہ تو مسلسل قیام رہا۔ پھر ہر ماہ میں ایک سفر نظام الدین کا ہوتا رہا اور جمعرات کے تمام اہم اجتماعوں میں بھی حضرت شیخ الحدیث لازمی شرکت فرماتے۔ ایک دفعہ مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری نے حضرت شیخ الحدیث کی موجودگی میں مولانا محمد الیاس سے اپنا خواب سنایا کہ: "میں نے دیکھا کہ میں آگے چل رہا ہوں۔ شیخ الحدیث میرے پیچھے اور شیخ الحدیث کے پیچھے مولانا خلیل احمد سہارنپوری چلے آ رہے ہیں۔ اس کی تعبیر دیں تو حضرت رائے پوری نے فرمایا کہ اس کی تعبیر تو حضرت شیخ الحدیث دیں گے۔ حضرت شیخ الحدیث نے فرمایا کہ پہلا جز تو خواب کا واضح ہے کہ میں آپ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ مگر مکمل چل نہیں سکتا۔ البتہ خواب کا دوسرا جز سمجھ نہیں آ رہا تو حضرت مولانا محمد الیاس نے فرمایا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ آپ میری پشت پناہی کر رہے ہیں۔ آپ نہ ہوں تو معاصرین مجھے دبا لیں اور آپ کی پشت پناہی حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے رہے ہیں۔ انہی کی وجہ سے یہ سب حضرات آپ سے دب جاتے ہیں۔"

تو شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ کے حضرات کی یہ پشت پناہی حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ امارت میں خوب عروج پر نظر آتی ہے۔ مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دور امارت میں پہلا اجتماع ۱۳ اگست ۱۹۴۴ء کو میوات کے قصبہ نوح میں ہوا۔ مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے ۱۱ تا ۱۹ اکتوبر ۱۹۴۵ء کے ایام نظام الدین مرکز میں قیام کے لئے مقرر کرائے اور تبلیغ کے تمام پرانے حضرات کو خصوصیت سے طلب کر کے کام کو بڑھانے کا فکر ہوتا رہا۔

یکم نومبر ۱۹۵۳ء مطابق ۲۴ ربیع الاول ۱۳۷۳ھ میں مرکز نظام الدین کے مدرسہ کاشف العلوم میں دورہ حدیث کا آغاز ہوا۔ مولانا محمد یوسف نے ابوداؤد، مولانا انعام الحسن نے بخاری شریف اور مولانا عبید اللہ نے ترمذی شریف کا افتتاح فرمایا۔ مولانا محمد یوسف صاحب جہاں تبلیغ کے سربراہ تھے وہاں شیخ وقت بھی تھے۔ آپ کی بیعت میں بیک وقت ہزاروں افراد شریک ہوتے۔ جسے اللہ تعالیٰ اپنے دین کی سربلندی کی محنت کے لئے قبول فرما لیں۔ پگڑیاں، عمامے، چادریں پھیلا دی جاتیں۔ لوگ ان کے کونوں کو پکڑ کر شریک بیعت ہوتے۔ جہاں تشریف لے جاتے یہی منظر ہوتا۔ تقسیم ہند کے بعد مشرقی پنجاب میں جو تباہی آئی، مساجد، مدارس، خانقاہوں پر جو ابتلاء اس خطہ میں آیا۔ حضرت رائے پوری، حضرت مدنی، حضرت شیخ الحدیث، مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی کے قیام ہند سے مسلمانوں کو کچھ حوصلہ ملا۔ باقی کام مولانا محمد یوسف نے سنبھالا۔ صلوٰۃ الحاجۃ، اجتماعی دعاؤں، تہجد کا بہت کثرت سے کہہ کہہ کر اہتمام کرایا۔

میوات کے شورش زدہ علاقہ میں سات افراد کی جماعت بھیجی۔ گویا آگ اور خون کے سمندر میں ان کو بھیجا۔ پناہ گزین مراکز میں مسلمانوں کی مدد کے لئے جماعتیں بھیجی گئیں۔ آج ہند میں اسلام کا جتنا نام و کام ہے وہ دینی مدارس، علماء کرام اور تبلیغی جماعت کے صدقہ میں ہے۔ پاکستان کی کل آبادی سے ہند میں زیادہ مسلمانوں کی آبادی ہے اور یہ سب ان حضرات کی جدوجہد کا ثمرہ و صدقہ ہے۔ حجاز مقدس میں مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ تبلیغ کے کام کا آغاز مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ہوا۔

بیرون ممالک میں تبلیغ کا کام:

مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عہد امارت میں پیدل تبلیغی جماعتیں حج کو بھیجنے کا نظم طے ہوا کہ یہ اپنے اپنے روٹ کے مطابق سال بھر جاتے اور آتے تبلیغ کرتے ہوئے جائیں۔ تبلیغ کرتے

ہوئے آئیں۔ اس طرح ایک تو تبلیغ کا دائرہ وسیع ہوگا۔ دوسرا یہ کہ خیر القرون کے مسلمان جو پیدل حج کو جاتے تھے، وہ سنت تازہ ہوگی۔ اکابر کے مشورہ کے بعد اس پر ۱۹۴۷ء کے آخر یا ۱۹۴۸ء کے اوائل میں عمل شروع ہوگیا۔ چنانچہ پیدل حج کی تبلیغ جماعتوں کے ذریعہ پہلے سال ایران، افغانستان، بحرین، قطر، کویت، یمن، شام، بیت المقدس، برما، افریقہ تک تبلیغ کا کام پھیل گیا۔

حضرت جی ثانی مولانا محمد یوسف صاحب ؒ نے تین حج اور دو عمرے کئے۔ مولانا محمد یوسف ؒ مظاہر علوم کی شوریٰ کے رکن بھی بنے اور آپ کو حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری ؒ کے وصال کے بعد ان کی جگہ رکن شوریٰ بنایا گیا۔ مولانا محمد یوسف ؒ نے آٹھویں اور اپنی زندگی کا آخری سفر پاکستان کا کیا۔ ۱۲ فروری ۱۹۶۵ء میں آپ مع مولانا محمد عمر پالن پوری اور مولانا انعام الحسن ؒ صاحب کے تشریف لائے۔ پہلے آپ ڈھاکہ گئے۔ یہاں سالانہ اجتماع میں ایک لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی۔ ڈیڑھ سو جماعتیں، سہ چلہ اور چلہ کی نکلیں۔ آپ ڈھاکہ سے کراچی تشریف لائے۔ کراچی، ملتان، ٹل، کوہاٹ، سکھر، راولپنڈی میں بڑے بڑے اجتماع سے خطاب فرمایا۔ ۲۱ تا ۲۳ مارچ ۱۹۶۵ء میں رائے ونڈ کے سالانہ اجتماع میں شرکت فرمائی۔ آخری جمعہ گوجرانوالہ پڑھا۔ جمعہ سے قبل و بعد بیان بھی ہوا۔ ۳۰ مارچ سے یکم اپریل تک پھر رائے ونڈ قیام رہا۔ اس دوران بڑے درد انگیز اور فکر سے بھرپور بیانات فرمائے۔

زندگی کی آخری تقریر اور سفر آخرت:

یہی حیات کی آخری تقریر یکم اپریل ۱۹۶۵ء جمعرات کو شب جمعہ مغرب کے بعد بلال پارک لاہور میں فرمائی۔ مولانا انعام الحسن کاندھلوی ؒ، مولانا (مفتی زین العابدین ؒ جو آپ کے عاشق صادق تھے۔ مفتی صاحب کے چار صاحبزادے ہیں۔ چاروں کا نام یوسف، یوسف اول، یوسف ثانی، ثالث اور رابع رکھا)۔ مولانا انعام الحسن اور مفتی صاحب سے فرمایا میرا کام ختم ہو چکا۔ میرے معدہ سے سانس کی نالی میں کچھ ہے۔ بیٹھ جاتا ہوں تو آرام رہتا ہے۔ ورنہ درد ہوتا ہے۔ مولانا انعام سے یہ بھی فرمایا بھائی ہماری منزل پوری ہوگئی۔ انہوں نے عرض کیا حضرت ابھی تو امریکہ، روس، چین میں کام کا آغاز کرنا ہے۔ اس پر فرمایا پالیسی بن چکی، کام کا آغاز ہو چکا۔ اب تو آگے چلانا ہے۔ کام کرنے والے چلاتے رہیں گے۔ رات گزاری، پھر وہی تکلیف۔ انتقال سے تھوڑی دیر قبل فرمایا کہ میری کتاب حیات الصحابہ پر جو رقم لگ چکی اس کی زکوٰۃ دے دینا اور کہا سب بھی معاف کرنا۔ مولانا انعام الحسن سے فرمایا کہ مجھے نماز پڑھا دو۔ لیکن مختصر۔ انہوں نے نماز پڑھائی۔ ۲ اپریل ۱۹۶۵ء بروز جمعہ ۲ بج کر پچاس منٹ پر شام کو آپ کا رائے ونڈ میں وصال ہوا۔ دوست ہسپتال لے گئے۔ لیکن بے فائدہ۔ جلدی سے بلال پارک لاہور لائے۔ ۹ بجے شب مولانا انعام الحسن نے نماز جنازہ پڑھائی۔ شب ڈیڑھ بجے ایئر پورٹ سے نظام الدین کے لئے جنازہ چلا۔ مولانا محمد یوسف صاحب ؒ کے صاحبزادہ مولانا ہارون صاحب ؒ، حضرت شیخ الحدیث ؒ کو سہارنپور سے لے کر ایسے وقت نظام الدین آئے کہ جنازہ پہنچ چکا تھا۔ اگلے روز یعنی ہفتہ کو دس بجے صبح حضرت شیخ الحدیث ؒ نے نماز جنازہ پڑھائی اور مولانا محمد یوسف حضرت جی ثانی ؒ اپنے والد گرامی حضرت مولانا محمد الیاس ؒ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ اس سگ نے بھی حجرہ سے باہر ایصال ثواب کی سعادت حاصل کی۔ یہاں پر چوتھی قبر مبارک مولانا انعام الحسن ؒ کی ہے۔ (جاری ہے)

اسلامی تعلیمات میں ہی انسانیت کی فوز و فلاح ہے: ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

بولٹن، برطانیہ (پ ر) اسلام دین فطرت ہے، اسلامی تعلیمات میں ہی انسانیت کی فوز و فلاح ہے۔ مغربی معاشرہ نے فطرت سے بغاوت کی ہے اس کا نتیجہ ہے کہ اہل مغرب تمام مادی سہولتوں اور آسائشوں کے باوجود سکون و اطمینان کی دولت سے محروم ہیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نے دارالعلوم زکریا بولٹن مولانا عبدالرشید ربانی کے زیر سرپرستی منعقدہ سیرت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام امن و سلامتی کا داعی ہے۔ انسانوں پر ظلم و ستم اور دہشت گردی سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں۔ مغربی میڈیا نے بے بنیاد الزامات اور پروپیگنڈا کے ذریعہ اسلام اور اہل اسلام کی جو تصویر دنیا کے سامنے پیش کی ہے، حقیقت اس کے برعکس ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام تو حالت جنگ میں بھی ضعیفوں، عورتوں اور بچوں پر ہاتھ اٹھانے کی ممانعت کرتا ہے۔ مبلغ ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رشد و ہدایت کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ شروع فرمایا۔ پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور آخری نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ کے بعد جو نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے وہ قرآن و احادیث اور صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور علمائے امت کی تصریحات کی روشنی میں کافر و ملحد ہے۔ انہوں نے سامعین پر زور دیا کہ وہ برمنگھم ختم نبوت کانفرنس کو کامیاب بنانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ مولانا مفتی خالد محمود نے کہا کہ دیار غیر میں تمام مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے اور اپنا اسلامی تشخص برقرار رکھنا چاہئے۔ بے دینی کے اس ماحول میں مسلمان کو اپنی وضع قطع، لباس، نشست و برخاست، بود و باش، اخلاق و عادات اور عبادات میں امتیازی شان کا حامل ہونا چاہئے۔ انہوں نے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ اور انہیں اپنے اسلاف کے سنہری کارناموں سے آگاہ کرنے کی ضرورت پر بھی زور دیا۔ آخر میں انہوں نے تمام شرکاء کو ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں شرکت کرنے کی دعوت دی۔ اس موقع پر مفتی محمد طارق، مولانا خلیل احمد، حافظ محمد ایوب، نعمان مصطفی، حافظ محمد انور، حافظ محمد عمر، سفیان انور و دیگر حضرات نے بھی شرکت و خطاب کیا۔

سانحۂ گوجرانوالہ

پس منظر.... پیش منظر

عبداللطیف خالد چیمہ

۲۸ رمضان ۱۴۳۵ھ بمطابق ۲۷ جولائی ۲۰۱۴ء بروز اتوار گوجرانوالہ میں حیدری روڈ کے قریب قادیانی مسلم تصادم کے نتیجہ میں جو افسوس ناک صورت پیدا ہوئی اس کو سنبھالنے کے لئے گوجرانوالہ کے تمام مکاتب فکر نے اپنے شہر کی دیرینہ روایت کو برقرار رکھتے ہوئے جو کردار ادا کیا اس سے پھر یہ بات سامنے آئی کہ اگر اہل فکر ونظر دانش مندی اور حوصلے سے کام لیں تو لگی آگ کو بجھایا جاسکتا ہے تنازعہ کا آغاز تو ایک عاقب نامی قادیانی نوجوان کی اس غلیظ حرکت سے ہوا تھا کہ اس نے فیس بک پر توہین کعبۃ اللہ کے حوالہ سے ایک ایسی تصویر شائع کی جس کو لکھنے یا نقل کرنے کا حوصلہ نہیں، ایک مسلم نوجوان صدام حسین کو عاقب قادیانی نے یہ تصویر شیئر کی، رمضان المبارک کی انیسویں شب 27 جولائی کو محلے میں اس پر صدام حسین کی عاقب قادیانی سے تو تکار ہوئی تو معاملہ بڑھ گیا اور قادیانی دھمکیوں اور گالی گلوچ پر اتر آیا، ایک سابق قادیانی کے ذریعہ سے عاقب کو سمجھانے کی کوشش کی گئی لیکن وہ بپھر گیا، علاقہ میں موجود قادیانی اکٹھے ہوئے اور جمع ہونے والے مسلمانوں پر خشت باری اور فائرنگ کردی جس سے ایک مسلمان بچہ زخمی ہوگیا پولیس اطلاع ملنے کے باوجود بروقت کاروائی سے گریز کرتی رہی حتیٰ کہ اس عمل کے ردعمل میں بلوا ہوا اور ہجوم نے گھراؤ جلاؤ شروع کردیا۔ مسلمان بچہ زخمی ہونے پر قادیانی ایک گھر میں اپنی چند خواتین اور بچوں کو دروازے کی کنڈی لگا کر اپنے گھروں سے بھاگ گئے لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہوتا گیا اور بات بڑھ گئی بعض ذمہ دار مسلمانوں نے شعلوں میں گھرے مرزائیوں کو نکالا جس میں میاں اعجاز، ملک عرفان، محمد لطیف منہاس، ہمایوں وغیرہ شامل تھے ایک قادیانی خاتون بشریٰ اور دو بچیاں دم گھٹنے سے مرگئیں، دونوں طرف سے ایف آئی آر کا اندراج ہوا اس صورت حال کو مزید خراب ہونے سے بچانے اور مقدمہ کی پیروی کے لئے گوجرانوالہ میں آل پارٹیز رابطہ کمیٹی خصوصاً مولانا زاہدالراشدی سے ضروری مشورہ کے بعد مرکزی سطح پر متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کا ایک ہنگامی اجلاس ۷ راگست کو مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی دفتر نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں مولانا زاہدالراشدی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں تمام مکاتب فکر کے سرکردہ رہنماؤں نے شرکت کی اس نمائندہ اجلاس میں صورت حال کا بغور جائزہ لیا اور سانحہ گوجرانوالہ کے موقع پر آتش زنی، لوٹ مار اور قتل کے واقعات کو افسوس ناک قرار دیتے ہوئے ایک قرارداد میں کہا گیا کہ اگر توہین کعبہ کے دلخراش واقعہ کا بروقت نوٹس لیا جاتا تو اس کے بعد عوامی اشتعال کی صورت میں واقع ہونے والے افسوس ناک واقعات کی نوبت نہ آتی اس اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ مولانا عبدالرؤف فاروقی کی سربراہی میں ایک وفد گوجرانوالہ جائے گا جو مقامی

مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۱۰ رشوال المکرم ۱۴۳۵ھ مطابق ۷ راگست بروز جمعرات دفتر مرکزیہ ملتان منعقد ہوا، جس میں دو درجن سے زائد مبلغین نے شرکت کی، اجلاس کی پہلی نشست ۱۰ بجے صبح حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ گزشتہ اجلاس کی کاروائی کی خواندگی مولانا عزیز الرحمن ثانی نے کی۔ تلاوت کلام پاک مولانا راشد مدنی نے کی۔ اجلاس میں طے ہوا کہ اجلاس کے دوران مبلغین اپنی ڈائریاں سامنے رکھیں اور جس کے ذمہ جو ڈیوٹی لگے وہ اپنی ڈائری پر نوٹ کرلیں تاکہ اس پر عملدرآمد ہوسکے۔

۵ رستمبر کوہاٹ، ۹ رستمبر مردان، ۷ رستمبر اسلام آباد، اٹک، فیصل آباد اور پشاور سمیت ملک بھر میں ختم نبوت کانفرنسیں، سیمینارز، اجتماعات منعقد کئے جائیں گے تاکہ ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ کو اجاگر کیا جاسکے۔ نیز ۸ رستمبر چارسدہ، ۹ رستمبر ڈیرہ اسماعیل خان، ۱۲ رستمبر بہاولپور، ۱۳ رستمبر شیخوپورہ میں بھی کانفرنسیں منعقد ہوں گی۔ تمام مبلغین کے ملتان میں خطبات جمعہ ہوئے۔

۲۲، ۲۳ راکتوبر آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی کامیابی کے لئے کئی ایک کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

رابطہ کمیٹی کے علاوہ متعلقہ حکام سے بھی ملاقات کرے گا ملکی حالات کی وجہ سے اس میں قدرے تاخیر ہوئی تاہم گزشتہ روز (۲۶ر اگست) کو مولانا عبدالرؤف فاروقی، ممتاز قانون دان جناب چودھری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ، قاری محمد یوسف احرار اور راقم الحروف ظہر کے وقت جامعہ امینیہ نقشبندیہ درگاہ ابوالبیان ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ پہنچے جہاں مولانا زاہدالراشدی، علامہ احسان اللہ قاسمی، مولانا محمد اشرف مجددی، قاری محمد زاہد سلیم، بابر رضوان باجوہ، مولانا محمد مشتاق چیمہ، مظاہر حسین بخاری، مولانا محمد امین محمدی، مہر محمد یونس، علامہ محمد ایوب صفدر، حافظ محمد عبداللہ، مولانا ابویاسر اظہر حسین فاروقی، رانا محمد کفیل خان، مولانا محمد سعید احمد صدیقی، سید احمد حسین زید سمیت کئی دیگر نمائندہ شخصیات ہمارے انتظار میں تھیں تلاوت قرآن کریم سے میٹنگ کا آغاز ہوا اور اب تک کی کاروائی، پولیس تفتیش، عوامی ردعمل کے تمام پہلوؤں سے ہمیں آگاہ کیا گیا۔ راقم الحروف نے گوجرانوالہ کے تمام مکاتب فکر کے سرکردہ اور نمائندہ حضرات کو باہم مل کر خوش اسلوبی کے ساتھ اس قضیہ سے نکلنے کی مثبت کوششوں اور تدبر وحکمت کے ساتھ پرامن کاروائی کو نہایت خوش آئند قرار دیتے ہوئے مرکزی ختم نبوت رابطہ کمیٹی کی طرف سے مکمل تعاون کو جاری رکھنے کا یقین دلایا جناب چوہدری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ نے ایف آئی آر کی روشنی میں قانونی پہلوؤں کی نشاندہی کی۔ مولانا عبدالرؤف فاروقی نے کہا کہ قادیانی اور دیگر غیر مسلم اقلیتیں سوچی سمجھی سازش کے تحت بیت اللہ شریف سمیت مختلف شعائر اسلام کی توہین کرتی ہیں اور معمولی سی بات کو بین الاقوامی مسئلہ بنا کر پیش کرتی ہیں اس طرح وہ مسلمانوں اور پاکستان کو بدنام کرنے کے ساتھ ساتھ امریکا اور یورپی ممالک میں پناہ بھی حاصل کر لیتے ہیں سانحہ حیدری روڈ گوجرانوالہ سے اسی طرح کی سازش کی بو آتی ہے پاکستان کو قادیانیوں نے دل سے تسلیم نہیں کیا اس لئے وہ ملک کو بدنام کرنے کے لئے ہروقت کمربستہ رہتے ہیں انہوں نے کہا کہ یہ واقعہ انتہائی افسوسناک ہے اس سے پاکستان بھر کے مسلمانوں میں اضطراب پایا جاتا ہے مسلمانوں میں اس واقعہ کے بعد غم وغصہ کا پیدا ہونا قدرتی امر ہے۔ انہوں نے کہا کہ توہین آمیز مواد پر اشتعال پیدا ہونا ایمان کی علامت ہے مگر اس سلسلہ میں دانشمندی اور حوصلہ سے کام لینا ناگزیر ہے۔ بعدازاں ہم سب نے سی سی پی او گوجرانوالہ وقاص نذیر چوہدری سے ان کے دفتر میں ملاقات کی جہاں مولانا زاہدالراشدی، مولانا عبدالرؤف فاروقی اور جناب چوہدری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ نے گفتگو میں کہا کہ اس کیس میں قانون کے تقاضے پورے ہونے چاہئیں اور پولیس کو اپنی غیر جانبداری یقینی بنانی چاہئے اور یہ سب کچھ نظر بھی آنا چاہئے علماء کرام نے سی سی پی او سے کہا کہ اگر قانون کی عملداری ہو اور یہ نظر بھی آئے تو کوئی قانون کو ہاتھ میں لینے کے حق میں بھی نہیں ہے یہ ملاقات بریلوی مکتب فکر کے بزرگ عالم دین حضرت مولانا ابو طاہر عبدالعزیز چشتی کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔ بعدازاں دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گکھڑ والا میں حاضری اور ضروری مشورہ کے بعد ہم لاہور کے لئے روانہ ہوئے۔ تلخ ترین تجربات سے گزرنے کے بعد ہماری پختہ رائے ہے کہ اگر قادیانیوں کو آئین کا پابند بنا دیا جائے اور امتناع قادیانیت قوانین پر عمل درآمد یقینی ہو جائے تو ہم اس حوالے سے کئی حادثات سے بچ سکتے ہیں لیکن افسوس کہ قادیانی اپنی ارتدادی سرگرمیوں کو اسلام کے نام پر جاری رکھے ہوئے ہیں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں نے چپ سادھ رکھی ہے! ☆☆

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے لئے نبی ورسول ہیں: ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

ہیتھرو ایئرپورٹ پہنچنے پر علمائے کرام کے وفد کا شاندار استقبال

ہیتھرو (پ ر) سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں شرکت کی غرض سے پہنچنے پر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ورئیس جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، مولانا مفتی خالد محمود نائب مدیر اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ، اقرأ قرآن اکیڈمی کے چیئرمین قاری محمد ایوب و دیگر علماء کرام پر مشتمل وفد کا ہیتھرو ایئرپورٹ، پر شاندار استقبال کیا گیا۔ استقبال کے لئے آنے والے علماء کرام وکارکنان سے خطاب کرتے ہوئے مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے لئے نبی ورسول ہیں اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ قرآن کریم آخری آسمانی کتاب ہے اور امت محمدیہ آخری امت۔ منکرین ختم نبوت اسلام کا ٹائٹل استعمال کرکے دنیا کو گمراہ کررہے ہیں۔ انہوں نے برطانیہ کے تمام شہروں کے مسلمانوں سے اپیل کی کہ ۷ر ستمبر ۲۰۱۴ء بروز اتوار کو سینٹرل مسجد برمنگھم میں منعقد ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں بھرپور شرکت کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی محبت وعقیدت کا ثبوت دیں۔

بدعاء
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

فرما گئے ﷺ ہادی

بیاد
خواجہ خواجگان سلطان الاولیاء
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

لا نبی بعدی

زیر سرپرستی
حضرت مولانا
ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

دفاع ختم نبوت ﷺ کانفرنس

خصوصی خطاب
متکلم اسلام وکیل احناف
حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب
صدر عالمی اتحاد اہلسنت والجماعت پاکستان

خصوصی خطاب
حضرت مولانا
قاضی احسان احمد صاحب
مرکزی مبلغ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

اہل اسلام سے بھرپور شرکت کی اپیل ہے

تلاوت کلام پاک
استاذ القراء حضرت مولانا
قاری نذیر احمد المالکی صاحب

حضرت مولانا عبدالحی مطمئن صاحب

نعت خواں
حضرت مولانا
حافظ محمد اشفاق صاحب

بتاریخ
مؤرخہ 19 ستمبر
بروز جمعہ بعد نماز عشاء

نقابت
مولانا
محمد شعیب صاحب

بمقام
شہزاد بک سینٹر والی گلی نزد جامع مسجد قباء
(بدر چوک) سیکٹر E/4 اورنگی ٹاؤن کراچی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
(حلقہ اورنگی ٹاؤن)
021-32780337

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی ہمارے نوجوانوں کو ورغلا کر مرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

ہفت روزہ ختم نبوة

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرت رسول آخریں صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم دینی واصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے۔

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کیا انتظام کیا؟

کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیاں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟

اگر ہے تو آج ہی ملت اسلامیہ کے بین الاقوامی

ہفت روزہ

ختم نبوة

کا مطالعہ کیجئے

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین، ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا کے علاوہ دنیا کے کئی ممالک میں بھی جاتا ہے۔

خوبصورت ٹائٹل | کمپیوٹر کتابت | عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

خریدار بنئے ــ بنائیے ۔ اشتہارات دیجئے ۔ مالی امداد فراہم کیجئے